مدینے کے پہلے مبلغ کی حیاتِ طیبہ کی روشنی میں نیکی کی دعوت
کے نایاب مدنی پھولوں پر مشتمل فکر انگیز بیان

صحابی کی انفرادی کوشش

مدینے شریف کی یادگار قدیم تصویر

- مدینہ منورہ کا پہلا مبلغ 17
- تبلیغ کی اہمیت وافادیت 32
- نیکی کی دعوت کے بنیادی ارکان 37
- مبلغ وداعی کو کیسا ہونا چاہئے؟ 43
- نیکی کی دعوت اور امیرِ اہلسنت 60

مدینے کے پہلے مبلغ کی حیاتِ طیبہ کی روشنی میں نیکی کی دعوت
کے نایاب مدنی پھولوں پر مشتمل فکر انگیز بیان

صحابی کی انفرادی کوشش

پیش کش

مرکزی مجلس شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحبک یا حبیب اللہ

نام بیان: : صحابی کی انفرادی کوشش

پیش کش : مرکزی مجلس شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

سن طباعت : جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ بمطابق مارچ 2013ء

تعداد : 20000

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی مختلف شاخیں

- ... کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021 -32203311
- ... لاہور: داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ۔ فون: 042 - 37311679
- ... سردارآباد: (فیصل آباد) امین پور بازار۔ فون: 041 -2632625
- ... کشمیر: چوک شہیداں میر پور۔ فون: 058274-37212
- ... حیدر آباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022 -2620122
- ... ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061- 4511192
- ... راولپنڈی: فضل داد پلازہ کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔فون: 051- 5553765
- ... پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1 النور سٹریٹ، صدر۔
- ... خان پور: دُرّانی چوک نہر کنارہ۔ فون: 068- 5571686
- ... نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244- 4362145
- ... سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071- 5619195
- ... گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ۔ فون: 055 -4225653

E.mail.maktaba@dawateislami.net
www.dawateislami.net

مدنی التجا: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔

یادداشت

(دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرما لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقی ہوگی)

عنوان	صفحہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ط
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

"انفرادی کوشش" کے گیارہ حروف کی نسبت سے اس رسالے کو پڑھنے کی "11 نیّتیں"

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: **نِیَّۃُ الۡمُؤۡمِنِ خَیۡرٌ مِّنۡ عَمَلِہٖ**
مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

دو مَدَنی پھول

❁...... بغیر اچھّی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

❁...... جتنی اچھّی نیّتیں زِیادہ اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿1﴾ ہر بار حَمد و صلوٰۃ اور ﴿2﴾ تعوُّذ وتَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے ان نیّتوں پر عمل ہوجائے گا) ﴿3﴾ رِضائے الٰہی کیلئے اس رسالے کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ ﴿4﴾ حتَّی الوَسْع اِس کا باوُضُو اور ﴿5﴾ قبلہ رُو مطالَعہ کروں گا ﴿6﴾ قرآنی آیات اور ﴿7﴾ احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا ﴿8﴾ جہاں جہاں "اللّٰہ" کا نامِ پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ ﴿9﴾ اور جہاں جہاں "سرکار" کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا ﴿10﴾ اس حدیثِ پاک "تَھَادَوۡا تَحَابُّوۡا" ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، الحدیث: ۱۷۳۱، ج ۲، ص ۴۰۷) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ رسالہ خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا ﴿11﴾ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ اِنۡ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ (ناشرین کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتادینا خاص مفید نہیں ہوتا)

فہرست

موضوع	صفحہ نمبر
صحابی کی انفرادی کوشش	7
دُرُود شریف کی فضیلت	7
شمعِ رسالت کا پروانہ	8
آشوبِ چشم کے مریض	11
محبتوں کی زنجیریں ٹوٹ گئیں	13
وطن واپسی اور دوبارہ ہجرت	15
مدینہ منورہ کا پہلا مبلغ	17
یہ منتخب نوجوان کون تھا؟	19
حسب ونسب	20
ازواج واولاد	20
بطورِ مبلغ انتخاب	21
وجوہات	22
انتخاب کی لاج	25
آپ کی 12 ماہ کی کارکردگی	27
دیدارِ مصطفےٰ کی تڑپ	28
ماں سے آخری ملاقات	29
حضرت سیّدنا مُصعَب بن عُمَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ **کی تبلیغی سرگرمیوں پر ایک نظر**	32
تبلیغ کی اہمیت وافادیت	32
نیکی کی دعوت	34

موضوع	صفحہ نمبر
ہر ایک اپنے اپنے منصب کے مطابق نیکی کی دعوت دے	35
افضل عمل وہ ہے جس کا فائدہ دوسروں کو پہنچے	36
نیکی کی دعوت کے بنیادی ارکان	37
انفرادی کوشش	38
نایاب مدنی پھول	43
مبلغ و داعی کو کیسا ہونا چاہئے؟	43
......ایمانِ کامل	43
علاماتِ ایمانِ کامل	44
......اخلاص	46
رِیاکار کا انجام	48
......علم وعمل کا پیکر	49
علم وعمل کی اہمیت	50
بے عملی کے متعلق تین احادیثِ مبارکہ	51
نیکی کی دعوت کون دے؟	52
......سنتوں کا پیکر	56
جدت پسند مبلغین کے لیے مدنی پھول	58
......ولولہ وجذبہ	59
نیکی کی دعوت اور امیرِ اہلسنت	60
......نیکی کی دعوت میں استقامت	63

موضوع	صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر
ایک ہاتھ پر سورج دوسرے پر چاند	64	مخاطب کی ذہنی صلاحیت کا خیال رکھنا	92
حصولِ استقامت کا ذریعہ	66	مخاطب کی ذہنی صلاحیت کے مطابق اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوشش	94
اَمیرِ اَہلسنّت اور عُلَمائے اہلسنّت	67		
……اغیار کی پیروی سے اجتناب	69	شکوک وشبہات دور کرنا	96
اذان کی ابتدا	69	اعلیٰ حضرت کی غیر مسلم پر انفرادی کوشش	97
……خوش اخلاقی	71	﴿2﴾……نیکی کی دَعوت کیسی ہے؟	101
نرم مزاجی	71	مجھے گناہ کی اجازت دیجئے	102
تم سے بہتر، مجھ سے بدتر	72	**سَیِّدُنا مُصْعَب بِن عُمَیر کے دیگر اوصافِ حمیدہ**	104
خندہ پیشانی	73		
نفرت محبت میں بدل گئی	74	زُہد وتقویٰ	104
……صبر وتحمل اور بردباری ودرگزر	75	بارگاہِ رسالت میں پذیرائی	105
صبر وتحمل کی اعلیٰ مثال	76	اخلاقِ حمیدہ کی گواہی	107
بردباری ودرگزر کی اعلیٰ مثال	77	بدر واُحد میں شرفِ علمبرداری	108
امیرِ اہلسنت کی بردباری	78	آقا پر جان قربان کردی	110
……خود اعتمادی	81	جان دیدی مگر پرچم اسلام پر آنچ نہ آنے دی	111
……معاملہ فہمی	83		
سونے چاندی سے زیادہ حسین نصیحتیں	84	باہمت زوجہ	113
گرم لوہے پہ چوٹ کاری ورنہ بیکاری	86	قاتل کی عبرتناک موت	116
معاملہ فہمی کے حصول کی صورتیں	87	تکفین	116
﴿1﴾……مُخَاطَب کون ہے؟	88	تدفین	117
مخاطب کی طبیعت کا خیال رکھنا	88	انمول درس	118
مخاطب کی حیثیت ومرتبہ کا خیال رکھنا	90	ماخذ ومراجع	120

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

صحابی کی انفرادی کوشش [1]

دُرود شریف کی فضیلت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی اِدارے **مکتبة المدینه** کے مطبوعہ 50 صَفحات پر مشتمل رسالے، ''**جنّتی محل کا سودا**'' میں شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه نے درودِ پاک کی یہ فضیلت نقل فرمائی ہے کہ مالکِ خُلد و کوثر، شاہِ بحر و بر، مدینے کے تاجور، انبیا کے سَروَر، رسولوں کے افسر، رسولِ انور، محبوبِ داوَر صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بخشش نشان ہے: **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی خاطر آپس میں مَحَبَّت رکھنے والے جب باہَم ملیں اور مُصافَحہ کریں اور نبی (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

---

[1]......مبلغ دعوتِ اسلامی ونگران مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری مَدَّ ظِلُّهُ الْعَالِی نے یہ بیان ذو القعدة الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق دسمبر 2007ء کو اورنگی ٹاؤن باب المدینہ کراچی میں تبلیغ قران وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے تربیتی اجتماع میں فرمایا۔ ضروری ترمیم واضافے کے بعد تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔

وَسَلَّم) پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو اُن کے جُدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گُناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔[1]

شمعِ رسالت کا پروانہ

عرب شریف کے جو بے وَقعت ذرّے نورِ مصطفٰے سے منور ہوکر آسمانِ رُشد و ہدایت کے روشن ستارے بنے ان میں **بنی عبد الدار** کے ایک **مُتَمَوِّل** گھرانے میں پیدا ہونے والا وہ حسین وجمیل نوجوان بھی تھا جس کے پیدا ہوتے ہی مسرت وشادمانی نے گویا اس گھر میں ڈیرے ڈال لئے تھے، ہرطرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں، مال ودولت کی فراوانی تھی، والدین اپنے اس نورِ نظر کو دنیا کی ہر آسائش فراہم کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے، ماں خُنَاس بنت مالِک اور باپ عُمَیر بن ہاشِم کو اپنے لختِ جگر کے سوا کچھ سُجھائی ہی نہ دیتا تھا۔ ماں باپ کی آنکھوں کے اس نور نے ناز ونِعَم (عیش وعشرت، لاڈ پیار) میں پل بڑھ کر جب جوانی کی حُدود میں قدم رکھا تو ناز واَدا کا عالَم یہ تھا کہ جو دیکھتا بس دیکھتا رہ جاتا، اس لئے کہ اس دُرِّ نایاب[2] کا لَبادہ ایسا ہوتا جو مکہ کے کسی فرد کا نہ ہوتا، خوشبو میں ایسے بسا ہوتا کہ جدھر سے گزرتا راہیں مُعطّر ہوجاتیں اور گزرگاہیں بھی اس کے گزرنے کی

---

[1] ......مسند ابی یعلی، الحدیث: ۲۹۵۱، ج ۳، ص ۹۵

[2] ......یعنی ایسا قیمتی موتی جو انتہائی کمیاب ہو، عام طور سے میسر نہ آئے یا جو بڑی زحمتوں سے دستیاب ہو

گواہی دیتیں۔ ①

زندگی کے شب و روز عیش و عشرت کے گلستاں کی بہاروں سے خوب لطف اندوز ہوتے ہوئے گزر رہے تھے کہ ایک دن اچانک نازونِعَم کے اس پَرْوَرْدَہ (پَر۔وَر۔دَہ، یعنی پلے ہوئے) نوجوان کی سَماعَت و بَصارَت شدید متأثر ہوئی جب اس کی نگاہ عرب کے ماہِ مُبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پڑی اور اس کے کانوں میں پیغامِ الٰہی کی آواز تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہوگئی۔ ماہِ مُبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک ہی جھلک دیکھ کر اسے اپنی کم مائیگی (کم حیثیت ہونے) کا احساس ہوا اور اس کا حُسن ماند پڑ گیا۔ ایسا کیونکر نہ ہوتا کہ حضرتِ سیِّدنا حسّان بن ثابِت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ماہِ مبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حُسن و جمال کا تذکرہ کرتے ہوئے کچھ یوں فرمایا: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ

وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

آپ سے بڑھ کر حسین آج تک میری آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں

اور آپ سے زیادہ خوبصورت تو کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ

کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

---

①.....الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۶

آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا کہ آپ کو آپ کی
مرضی ومنشا کے مطابق پیدا کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مُجدِّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے بھی سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حُسْن وجَمال کو ان الفاظ میں کیا خوب بیان کیا ہے:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

پس یہ نوجوان فوراً دارِ ارقم میں مالکِ جنّت، سَراپا رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے دولتِ ایمان سے سرفراز ہو کر اپنا مقدّر سنوار لیا۔ پھر اپنے ایمان کی ضیا باریوں (روشنیوں) کو مزید دوام بخشنے کے لئے سرورِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا لیا۔ وہ نوجوان خوب جانتا تھا کہ جس معاشرے کا وہ حصّہ ہے وہ کُفر وشِرک کی گہری دلدل میں غرق ہے لہٰذا جن لوگوں کے قُلوب واَذْہان ابھی تک نورِ اسلام سے منور نہیں ہوئے جب وہ دینِ حق کے حُسْن وکَمال کو سمجھ نہ پائیں گے تو وہ اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی بحرِ جَہالت کی اَتھاہ گہرائیوں میں لے ڈوبیں گے۔ اسی خوف کے پیشِ نظر اس نے دوسروں سے اپنا مسلمان ہونا مخفی رکھا اور چھپ چھپ

کردرِاقدس کی حاضری جاری رکھی۔[1]

آشوبِ چشم کے مریض

ایک دن کسی[2] نے اس نوجوان کو بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز دیکھا تو فوراً جا کر اس کے والدین کو خبر دی کہ ان کے بیٹے نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے۔[3] والدین کی آنکھوں پر چونکہ کُفر کی پٹّی بندھی تھی اور دل شِرک کے دَبیز غِلاف (موٹے پردے) میں لپٹا ہوا تھا اور وہ طُلوعِ سحر کی پرنور کرنوں کو دیکھنے اور دعوتِ حق سمجھنے سے بے بہرا تھے، لہٰذا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ بیٹے کی محبت میں اتنی آسانی سے اسلام کی حقّانیت کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے؟ اور اگر ایسا کر بھی لیتے تو یقیناً انہیں رَؤسائے قُریش (قریش کے سرداروں) کی دشمنی کا سامنا کرنا پڑتا۔ چنانچہ والدین نے اپنے بیٹے کو قُریش کی تکالیف سے بچانے کے لئے گھر میں ہی قید کر دیا کیونکہ وہ اس سے بے پناہ محبت کرتے تھے، اور نہیں چاہتے تھے کہ کوئی ان کے بیٹے کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائے، اس لئے کہ وہ اس کے ماتھے کی شِکن تک برداشت نہ کر سکتے تھے تو اسے خون میں لَت پَت کیسے دیکھ سکتے تھے؟ یہ نوجوان ہی تو ان کی امیدوں کا سہارا اور آنکھوں کا تارا تھا، اس کی ایسی کونسی خواہش تھی جو

---

[1]……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۶

[2]……یہ حضرت سیدنا عثمان بن طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہ کیا تھا۔

[3]……الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، الرقم ۲۵۶۲ مصعب بن عمیر، ج ۴، ص ۳۷

انہوں نے پایۂ تکمیل تک نہ پہنچائی ہو۔ یہ صبح بستر سے اٹھتا تو ماں اپنے لختِ جگر کے لئے من پسند ناشتہ اس کے اٹھنے سے پہلے اس کے سرہانے رکھ دیتی جس کی بھینی بھینی خوشبو اسے بڑی پسند تھی[1] اور اب حال یہ ہے کہ والدین نے اپنے سینے پر پتھر رکھ کر اپنے لختِ جگر کو اندھیرے کمرے میں قید کر دیا ہے اور ہر طرح اس کوشش میں مگن ہیں کہ کسی طرح ان کا لختِ جگر دن کے اجالے سے دور رہے۔ درحقیقت آشوبِ چشم کی دائمی بیماری (یعنی کفر و شرک) نے اس نوجوان کے والدین کو اندھیرے کا عادی بنا رکھا تھا، ان کی آنکھیں سورج کی روشنی برداشت نہیں کر سکتی تھیں اور یہ نادان اپنے تندرست لختِ جگر کو بھی اپنی طرح آشوبِ چشم کا مریض جان کر روشنی سے بچا رہے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا جگر گوشہ جن کے دامنِ کرم سے وابستہ ہے وہ تو طبیبوں کے طبیب، ربِّ ذوالجلال کے حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

قید و بند کی صُعوبَتیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیوانے کی دیوانگی میں کمی کے بجائے مزید اضافے کا باعث بنیں کیونکہ

---

[1]……الروض الانف، مصعب بن عمیر ووفد العقبۃ، ج ۲، ص ۲۵۲

وہ پروانہ جانتا تھا کہ اس کی آنکھوں میں جس ہستی کے جَمالِ جہاں آرا (دنیا کو آراستہ کرنے والے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حسن و جمال) کی صورت بسی ہوئی ہے اس میں حُسن اور جَمال وزیبائی کی تمام دل ربائیاں خالق نے جمع فرمادی ہیں تا کہ جو بھی دیوانہ اس بارگاہِ جمال میں آئے تو ایسا کھو جائے کہ بس یہیں کا ہو کر رہ جائے۔

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

محبتوں کی زنجیریں ٹوٹ گئیں

جب شمعِ توحید و رسالت کے پروانوں پر کُفر وشِرک کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے اہلِ مکہ کا ظُلم وسِتَم حد سے بڑھنے لگا اور تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ملاحظہ فرمایا کہ ان مَظالِم میں آئے روز اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے، سنگدل ظالموں کو ذرا ترس آتا ہے نہ کسی دوسرے شخص میں رحمت وشفقت کا جذبہ بیدار ہو کر توحید کے اِن نام لیواؤں کی نجات کا باعث بنتا ہے اور نہ خود مسلمانوں میں اتنی سکت ہے کہ وہ اپنے مظلوم بھائیوں کی دادرسی (چارہ سازی) کر سکیں تو آپ کی اجازت سے مشرکین مکہ کی شرانگیزیوں سے تنگ آکر ظلم وستم کی اس بستی سے ہجرت کر کے جب آپ کے جانثار غلاموں کا

ایک قافلہ سوئے حبشہ روانہ ہونے لگا تو مکے کا یہ حسین نوجوان بھی والدین کی محبت اوران کی یادوں سے ناطہ توڑ کر سوئے حبشہ چل دیا اور والدین کی بے پناہ محبت بھی اس کے پاؤں کی زنجیر نہ بنی۔ ①

اس نوجوان کی ماں پہلے ہی بیٹے کے قبولِ اسلام کے سبب دل برداشتہ تھی اس کے لئے بیٹے کی جدائی کی یہ خبر بجلی گرنے سے کم نہ تھی۔ چنانچہ اس نے قسم کھا لی کہ اپنے نورِنظر کی واپسی تک کچھ کھائے گی نہ پیے گی، رات دن کھلے آسمان تلے پڑی رہے گی یہاں تک کہ جگر کے ٹکڑے کی دید سے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ آخر کار بھوک پیاس کی شِدّت پر تیز دھوپ نے کاری ضرب کا کام دکھایا اور اس پر بے ہوشی کی حالت بار بار طاری ہونے لگی تو اس کے دوسرے بیٹے والدہ کے منہ میں قطرہ قطرہ پانی ڈالتے رہے تاکہ کہیں اس کا دم ہی نہ نکل جائے۔ ②

اس نوجوان کی اِستِقامت پر ہزاروں جانیں قربان! ماں بیٹے کی جدائی میں تڑپ رہی تھی مگر اسلام کی محبت کچھ اس طرح اس نوجوان کے دل میں سَمائی کہ اس کے سامنے تمام محبتیں ہیچ ہو گئیں اور ماں کی ساری شفقتیں بُھلا کر اس نے صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت کو اپنے دل میں بسا لیا کہ جو ماں سے ستر گنا زیادہ اپنے بندے پر شفقت فرمانے والا ہے۔

---

①......اسد الغابۃ، الرقم ۴۹۲۹ مصعب بن عمیر، ج ۵، ص ۱۹۰

②......الروض الانف، مصعب بن عمیر ووفد العقبۃ، ج ۲، ص ۲۵۲

ماں بیٹے کی فطری محبت سے انکار ممکن نہیں مگر یہ نوجوان کمالِ ایمان کے جس درجے پر فائز ہو چکا تھا اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اس نوجوان نے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ خوشبودار "**لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْن**۔ [1] یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں" پر عمل کر کے شمعِ رسالت کے پروانوں کے لئے محبت کی ایک ایسی مثال قائم کر دی جس کے نُقوش تاریخ کے اَوراق میں سُنہری حُروف سے لکھے ہوئے ہیں۔

اک قیس کو لیلیٰ نے مجنوں بنایا تھا
تم نے تو جسے دیکھا دیوانہ بنا ڈالا

وطن واپسی اور دوبارہ ہجرت

بعثت کے پانچویں سال **رَجَبُ الْمُرَجَّب** میں جب امیرالمومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سربراہی میں بارہ مَردوں اور چار عورتوں پر مشتمل یہ قافلہ حبشہ پہنچا تو حبشہ کے بادشاہ نَجاشی نے راہِ خدا کے ان مُسافروں کی خوب خیر خواہی فرمائی اور یہ تمام لوگ آزادی سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے

---

[1] ......بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، الحدیث ۱۴، ج ۱، ص ۱۵

لگے۔ ابھی تین ماہ ہی گزرے تھے کہ انہوں نے یہ افواہ سنی: اہلِ مکّہ نے اسلام کی حقّانیت کو تسلیم کرلیا ہے اور اب مکہ میں مسلمانوں کو کوئی تکلیف نہیں۔ وطن سے دور مہاجرین کو یہ خبر بڑی روح اَفزا محسوس ہوئی۔ چنانچہ یہ سن کر حُسنِ مُصطَفٰے کے شیدائی خود پر قابو نہ رکھ سکے اور دیدارِ نبی کی سعادتوں سے فیضیاب ہونے کے لیے فوراً بعض نے واپسی کی راہ لی اور بعض حتمی اطلاع کے انتظار میں وہیں رکے رہے اور جب راستے میں ہی انہیں حقیقت معلوم ہوئی تو بعض واپس چلے گئے اور بعض نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یاد میں تڑپنے والے دیوانوں نے جدائی کی اذیتوں کو برداشت کرنے پر مکہ والوں کے ظلم وستم سہنے کو ترجیح دی اور آخر مکہ مکرمہ پہنچ گئے، ان واپس آنے والوں میں یہ حسین نوجوان بھی تھا۔ ①

مکہ پہنچنے پر کفارِ مکہ نے انہیں آڑے ہاتھوں لیا اور یوں ظلم وستم کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ چنانچہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ اپنے جانثاروں کو حبشہ جانے کا حکم دیا اور اس طرح یہ حسین نوجوان پھر اپنے آقا کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے 82 یا 83 مردوں اور

---

① ……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۲

شرح الزرقانی علی المواھب، ج ۱، ص ۵۰۳ وج ۲، ص ۱٦

18 عورتوں کے قافلے میں شریک ہو کر سوئے حبشہ روانہ ہولیا۔[1] کُفّارِ مکّہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ مسلمان حبشہ میں خوش وخرم زندگی بسر کر رہے ہیں تو گویا ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگے، انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح مہاجرینِ حبشہ کی خوشیوں میں زہر کی آمیزش کی جائے مگر ان کی کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی۔ البتہ! بعض صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان سے زیادہ دیر تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جدائی برداشت نہ ہو سکی اور وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے، ان لوٹنے والوں میں یہ خوش نصیب حسین نوجوان بھی تھا۔

مدینہ منورہ کا پہلا مبلغ

کُفّارِ مکّہ کے روز بروز بڑھتے ہوئے ظُلم وستم سے تنگ آ کر مسلمان ایک ایسی سرزمین کی ضرورت شدّت سے محسوس کر رہے تھے جو کفار مکہ کی ریشہ دوانیوں (فتنہ انگیزیوں) سے نہ صرف تمام مسلمانوں کے لیے ایک محفوظ اور مضبوط پناہ گاہ کا کام دے بلکہ اسلام کا اولین مرکز بننے کی بھی صلاحیت رکھتی ہو۔ چنانچہ جب اس سرزمین میں نورِ اسلام کی کرنیں پہنچیں کہ جسے عنقریب **دَارُ الْھِجۡرَت**، **مَدِیۡنَۃُ النَّبِی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مدنی مرکز بننے کا شرف حاصل ہونے والا تھا

[1] ……المواھب اللدنیہ، باب ھجرتہ، ج ۱، ص ۱۳۲

تو وہاں کے رہنے والوں نے بیعت عقبۂ اُولیٰ کے بعد ہادیِ برحق صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں یہ درخواست پیش کی کہ کوئی ایسا **مُبَلِّغ** ان کے ہاں بھیجا جائے جو نہ صرف ان کے علاقے میں اسلام کی دعوت عام کرے بلکہ لوگوں کو قرآنِ کریم کی تعلیمات سے بھی آراستہ کرے۔

مدینہ والوں کو چونکہ ایک ایسے باصلاحیت **مُبَلِّغ** کی ضرورت تھی:

- ...... جو اپنی خداداد صلاحیتوں اور تقویٰ و پرہیزگاری کی بدولت انتہائی کم عرصے میں اسلامی انقلاب برپا کردے۔
- ...... جس کی زبان کی شیرینی اور کردار کا حُسن غیر مُسْلِموں کے پتّھر دلوں کو پگھلا دے۔
- ...... جو کُفّار کے منہ سے نکلے ہوئے تُرش اور زہریلے تیروں کا جواب اس طرح مسکراتے ہونٹوں سے دے کہ بولے تو رس گھولے۔
- ...... جس کی نگاہوں میں دنیاوی مال و متاع کی حیثیت گھاس کے تنکے کے برابر بھی نہ ہو۔
- ...... جو آزمائش کی بھٹّی سے کُندن بن کر نکلا ہو۔
- ...... جس کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف عشقِ مصطفٰے ہو۔
- ...... جو دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

مدینہ منورہ میں جلوہ گری سے پہلے جانبازوں کا ایک ایسا ہَر اوَل دستہ تیار کرے جس کے فلک شگاف نعرے سے کفر کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہوجائے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نگاہِ نبوت نے اس عظیم مشن کے لئے اپنے جس جانثار کا انتخاب کیا وہ بنوعبدالدار کا یہی حسین نوجوان تھا ① جس نے اپنے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں عیش وعشرت کی زندگی کوٹھکرا دیا تھا۔

یہ منتخب نوجوان کون تھا؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ نگاہِ مصطفٰے کو بھا جانے والا یہ نوجوان کون تھا؟ تو جان لیجئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاطر سونے کی سیج کوٹھکرانے والے اس خوش نصیب نوجوان کو آج ساری دنیا حضرت سَیِّدُ نا ابو عبد اللہ **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نام سے جانتی وپہچانتی ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار اُن صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور **اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن** (یعنی سبقت لے جانے

---

① ……معرفۃ الصحابۃ، الرقم ۲۷۲۴ مصعب بن عمیر، ج ۴، ص ۲۵۷

والے سب سے پہلے مسلمان ہونے) کا لقب پایا۔ [1]

حسب ونسب

حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نسب یہ ہے:

مُصْعَب بِنْ عُمَیْر بِنْ ھَاشِم بِن عَبد مَنَاف بِن عَبد الدّار بِن قُصَیّ بن کِلاب بِن مُرَّۃ القرشی العبدری۔ اس لحاظ سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سرکارِمدینہ، قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسب میں دہری نسبت حاصل ہے۔ پہلی یہ کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدتنا آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے خاندان **بنی عبد الدار** سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سرورِدوجہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے والدہ ماجدہ کی جانب سے چوتھی پشت میں جاملتے ہیں اور دوسری نسبت یہ حاصل ہے کہ والد ماجد کی جانب سے پانچویں پشت میں **قُصَیّ بن کِلاب بِن مُرَّۃ** پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نسب شہنشاہِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نسب مبارک سے جاملتا ہے۔

ازواج واولاد

حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سرکارِ والا تبار، ہم

---

[1]......اسد الغابۃ، الرقم ۴۹۲۹ مصعب بن عمیر، ج۵، ص۱۹۰

بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایک نسبت یہ بھی حاصل ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ محترمہ حضرت سیِّدَتُنا حَمنہ بنت جَحْش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا شہنشاہِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پھوپھی اُمیمہ بنتِ عبدُ المُطّلب کی بیٹی اورام المومنین حضرت سیدتنا زینب بنت جَحْش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بہن ہیں۔ اوران سے آپ کی زینب نامی ایک ہی بیٹی پیدا ہوئی۔ ①

بطورِ مبلغ انتخاب

جس سرزمین کو عنقریب **دارُ الھجرت** اور **مدینۃُ النبی** بننے کا شرف حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ مرکز اسلام بننا تھا۔ وہاں ضرورت اس امر کی تھی کہ اس سرزمین پر اسلام کی دعوت اس منظم انداز میں عام کی جائے کہ جب محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے جانثاروں کے ساتھ یہاں جلوہ افروز ہوں تو نہ صرف اس سرزمین پر کُفر وشِرک کے اثرات مٹ چکے ہوں بلکہ ہرطرف توحید ورسالت کے پرچم لہرا رہے ہوں۔ چنانچہ ان تمام مَقاصِد کے حُصول کے لیے سرورِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بہت سے جلیلُ القَدر، عظیم المرتبت اور جہاں دیدہ وعمر رسیدہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی موجودگی میں

---

① ......الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۶

تاریخ مدینہ دمشق، ج ۴۳، ص ۵۰۷

حضرت سَیِّدُنا **مُصعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جو انتخاب فرمایا وہ کئی وجوہات کی بنا پر ہر طرح موزوں ومناسب تھا۔

وجوہات

...... آپ کا تعلق جس خاندان سے تھا وہ پورے عرب میں علمبردارِ قُریش ہونے کی حیثیت سے اپنی ایک مخصوص پہچان رکھتا تھا۔ گویا سرورِ دو جہاں نے آپ کا انتخاب اس لیے فرمایا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدینہ طیبہ تشریف آوری سے پہلے مدینہ کے ہر گھر میں اسلام کا پرچم لہرا دیں۔

...... اہل مدینہ کو کسی ایسے **مُبلّغ** کی ضرورت تھی جس پر اَوس وخَزْرَج کے تمام لوگ متفق ہو جائیں اور ایسا اسی صورت میں ممکن تھا کہ وہ حَسَب ونَسَب کے اعتبار سے اعلیٰ ہو اور بلاشبہ حضرت سَیِّدُنا **مُصعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس معیار پر پورا اترتے تھے۔

...... اسلام کی دعوت عام کرنے والے کے لیے ضروری تھا کہ وہ خوش اَخلاق، بردبار، صاحبِ حکمت اور صبر کرنے والا ہو۔ اگر پہلی مرتبہ نیکی کی دعوت کارآمد نہ ہو تو دوسری مرتبہ پیش کرے اور ہر صورت میں نرمی سے ہی کام لے کیونکہ جسے نیکی کی دعوت دی جائے گی وہ نفس وشیطان

کی قید میں ہوگا۔ پس **مُبَلِّغ** کو چاہئے کہ ہر صورت میں اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اختیار کرے یہاں تک کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اِذن سے نفس وشیطان پر غالب آکر دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائے۔ اور یہ تمام اوصاف حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میں پائے جاتے تھے، کیونکہ کُفّارِ مکّہ کے ظُلم وسِتَم کی بھٹّی نے زمانہ جہالت کے ہر قِسم کے میل کچیل کو ان سے دور کرکے انہیں کُندن بنا دیا تھا۔

❁......دوسرے بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِین کی موجودگی کے باوجود محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نگاہِ انتخاب کے حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ٹھہرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دیارِ غیر میں تبلیغ دین کے لیے جن مشکلات کا سامنا ممکن تھا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان سے نبرد آزما ہونے کا بخوبی تجربہ رکھتے تھے جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہجرتِ حبشہ کے دوران اپنے وطن سے دور رہ کر حاصل کیا تھا۔

❁......اہل مدینہ کے پاس جانے والا **مُبَلِّغ** چونکہ ایسا ہونا چاہئے تھا جو علم والا ہونے کے ساتھ ساتھ علم پر عمل کرنے والا بھی ہو۔ یعنی وہ نیکیوں پر کمر بستہ ہونے کے ساتھ ساتھ برائیوں سے بچنے والا بھی ہوتا کہ لوگ

جب نیکی کی دعوت دینے والے کو باعمل دیکھیں تو اس کی پیروی کرتے ہوئے برائیوں کو ترک کرنے میں جلدی کریں (کیونکہ نیکی کی دعوت دینے سے مقصود برائی کو مٹانا اور بھلائی کو پھیلانا ہے) اور اگر وہ خود ہی بے عمل ہوگا تو لوگ اس کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے اور بدستور بُرائیوں پر قائم رہیں گے۔لہٰذا حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس معیار پر بھی پورا اترتے تھے کیونکہ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جنہوں نے رِضائے ربُّ الانام کے حُصول کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کردیا تھا۔ نیز آپ کو علم دین سیکھنے سکھانے کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے آپکو قرآنِ کریم کی بہت سی آیاتِ مقدسہ بھی زبانی یاد ہوچکی تھیں۔

۞...... **مُبَلِّغ** کے لئے چونکہ یہ بھی ضروری تھا کہ مال و دولت کی چمک دمک اس کے سامنے کوئی وَقعت نہ رکھتی ہو، تاکہ جس کو دعوت دے نہ تو اس کے مال میں لالچ کرے اور نہ ہی اس کی خوشامد و چاپلوسی کرے۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر نگاہِ انتخاب ٹھہرنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ مال و دولت کی آپ کی نگاہوں میں کوئی وقعت نہ تھی کیونکہ جب آپ کی نگاہوں میں ماں باپ

کی بے شمار دولت کی کوئی حیثیت نہ تھی تو کسی دوسرے کے مال کی کیا پرواہ کرتے؟

……**مُبلّغ** کو چونکہ نیکی کی دعوت دینے اور نصیحت کرنے میں کافی مشکلات پیش آسکتی تھیں چنانچہ اس کا جرأت مند ہونا بھی ضروری تھا اور اس اعتبار سے بھی حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مناسب تھے کہ بہادری وجرأت مندی آپ کی خاندانی میراث تھی۔

تیری نسبت نے سنوارا میرا اندازِ حیات
میں اگر تیرا نہ ہوتا سگِ دنیا ہوتا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

الغرض ایک **مُبلّغ** کو جن اوصافِ حمیدہ سے مُتَّصِف ہونا چاہئے تھا وہ تمام حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات میں بدرجہ اَتم پائے جاتے تھے۔ چنانچہ آیئے اب یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار کے اس انتخاب کی لاج کس طرح نبھائی۔

انتخاب کی لاج

پیارے اسلامی بھائیو! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب اپنے کسی جانثار کو کسی کام کے لئے منتخب فرماتے تو وہ اس

کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا اپنی سعادت سمجھتا، لہٰذا یہی وجہ ہے کہ جب دوسرے بہت سے جلیل القدر صحابۂ کرام کی موجودگی میں حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتخاب ہوا تو وہ اپنے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے فوراً سوئے مدینہ چل دیئے۔

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ 11 نبوی بمطابق 620 سنہ ء کو مدینہ منورہ پہنچے اور 12 نبوی بمطابق 621 سنہ ء یعنی صرف 12 ماہ کے قلیل عرصہ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس احسن انداز میں اسلام کی دعوت عام کی کہ مدینہ منورہ کا کوچہ کوچہ اور گلی گلی ذکرِ خدا وذکرِ مصطفٰے کے انوار سے جگمگانے لگا۔ ہر طرف دینِ اسلام کے چرچے پھیل گئے۔ بچہ ہو یا جوان ہر ایک کے دل میں عشقِ مصطفٰے کی شمع فروزاں ہوگئی۔ پھر حج کے موسم میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ 70 انصار کا ایک مدنی قافلہ لے کر بارگاہِ رِسالت میں حاضر ہوئے اور اس طرح بیعتِ عقبہ ثانیہ میں انصارِ مدینہ کے شرکائے قافلہ کو دیدارِ مصطفٰے کی دولت پا کر صحابی ہونے کا شرف کیا ملا گویا انہیں دو جہانوں کی دولت مل گئی۔ (1)

زہے مقدر حضور حق سے سلام آیا پیام آیا
جھکاؤ نظریں بچھاؤ پلکیں ادب کا اعلیٰ مقام آیا

---

(1)……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

یہ کون سر سے کفن لپیٹے چلا ہے الفت کے راستے پر
فرشتے حیرت سے تک رہے ہیں یہ کون ذی احترام آیا
فضا میں لبیک کی صدائیں ز فرش تا عرش گونجتی ہیں
ہر ایک قربان ہو رہا ہے زباں پہ یہ کس کا نام آیا

یہ نُفوسِ قُدسیہ وہ تھے جنہوں نے مدنی قافلے کی شکل میں بارگاہِ نبوت میں حاضری کا شرف حاصل کرلیا مگر یہ اپنے پیچھے بہت سوں کو دیدارِ مصطفٰے میں تڑپتا چھوڑ آئے تھے۔ کسی نے ان کے جذبات کی کیا خوب ترجمانی کی ہے:

یہ کہنا آقا بہت سے عاشق تڑپتے سے چھوڑ آیا ہوں میں
بلاوے کے منتظر ہیں لیکن نہ صبح آیا نہ شام آیا

پس حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انتخاب کی لاج رکھی اور بارہ ماہ کے قلیل عرصہ میں نیکی کی دعوت کی وہ دھومیں مچائیں جو رہتی دنیا تک آنے والے مبلغین کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ،

آپ کی 12 ماہ کی کارکردگی

الطبقات الکبریٰ میں ہے کہ جب حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **اَوس و خَزْرَج** کے ان ستّر افراد پر مشتمل حاجیوں کے قافلے

کے ہمراہ مکہ مکرمہ پہنچے جنہوں نے بعد میں دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بیعت عقبۂ ثانیہ کا شرف حاصل کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے گھر جانے کے بجائے سب سے پہلے شفیعِ روزِ شُمار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تاکہ دیدار کی دولت سے فیض یاب ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی بارہ ماہ کی کارکردگی بھی پیش کرسکیں۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہ صرف انصارِ مدینہ کے تیزی سے اسلام قبول کرنے کے متعلق تمام تفصیلات سے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آگاہ کیا بلکہ یہ بھی بتایا کہ وہ کس قدر بے تابی سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ محبوبِ ربِّ داور، شفیعِ روزِ مَحشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے جاںنثار کی اس بہترین کارکردگی پر حد درجہ خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا اور ان کی حوصلہ افزائی و دلداری بھی فرمائی۔ [1]

دیدارِ مصطفٰے کی تڑپ

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ابھی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ہی تھے کہ کسی نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ کو آپ کی مکہ مکرمہ آمد کے متعلق آگاہ کر دیا، ماں کا چہرہ اپنے لال کی آمد کے متعلق

[1]......الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

سُن کر کِھل اُٹھا اور فوراً بیٹے کو یہ پیغام بھیجا کہ اے نافرمان! تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو سب سے پہلے میرے پاس آنے کے بجائے کسی اور کے پاس چلا گیا ہے؟ کیا میری شفقتیں میری مہربانیاں سب کچھ بھول گیا ہے؟ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پیغام لانے والے سے فرمایا کہ میری ماں سے کہہ دینا: اے میری ماں! یاد رکھ! جس شہر میں سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہوں اور میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیدار کی دولت سے فیض یاب ہونے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری باتیں سننے سے پہلے کسی اور کے پاس جاؤں ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ ①

ماں سے آخری ملاقات

حُضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اپنی تمام کارگزاری پیش کرنے کے بعد حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اجازت لے کر جب اپنی ماں کے پاس گئے تو اس نے سب سے پہلا سوال ہی یہ کیا: کیا ابھی تک تو اپنے آبائی دین سے بَرگَشتَہ (بَر۔گَش۔تَہ۔منحرف، پھرا ہوا) ہے؟ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میرا اپنے آبائی دین سے کوئی

---

[1] ……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۵۳ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

تعلق نہیں بلکہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دینِ حنیف یعنی اسلام پر ہوں۔ ماں بولی: کیا تجھے ذرہ بھر میری محبت کا احساس نہیں کہ میں تیری جدائی برداشت نہیں کرسکتی اور تیری یاد میں ہر لمحہ تڑپا اور رویا کرتی ہوں اور تو ہے کہ کبھی حبشہ چلا جاتا ہے اور کبھی یثرب [1] (مدینہ طیبہ)۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اے میری ماں! تم سب گھر والے مجھے اپنے پیار کا واسطہ دیکر دین اسلام چھوڑنے کے لیے وَرغلانا چاہتے ہو مگر یاد رکھو میں اپنے دین پر ہی قائم رہوں گا۔ ماں نے بیٹے کا یہ عزم دیکھا تو اسے پھر سے گھر میں قید کرنے کے متعلق سوچنے لگی ادھر حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ماں کے ارادوں کو بھانپ گئے اور فرمایا: اے میری ماں! اگر تو نے مجھے قید کرنے کے متعلق سوچا تو دیکھ لینا کہ جو بھی میرے نزدیک آئے گا میں اس کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔ ماں اپنے بیٹے کو بخوبی جانتی تھی کہ اس کا یہ بیٹا جب کوئی ارادہ کرلیتا ہے تو کبھی پیچھے نہیں ہٹتا۔ چنانچہ اس کی یہ بے باکی دیکھ کر بالکل مایوس ہوگئی اور بولی: جا یہاں سے چلا جا، تیرا اس گھر سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ کہا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

---

[1] ……مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب ہے لیکن اب مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز وممنوع وگناہ ہے اور کہنے والا گنہگار۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۱۶)

حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ ایک منجھے ہوئے مبلغ تھے چنانچہ ماں کو روتا دیکھ کر بھی ان کے قدموں میں لڑکھڑاہٹ پیدا نہ ہوئی بلکہ اپنی ماں کو کُفر کے اندھیروں سے اسلام کے اُجالوں میں لانے کے لیے اس پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے کچھ یوں اسلام کی دعوت پیش کی: "اے میری ماں! یہ نہ سمجھنا کہ مجھے تجھ سے محبت نہیں، میں تجھ سے بہت پیار کرتا ہوں مگر میرے اور تمہارے درمیان کفر کی دیوار حائل ہے، اے کاش! تو اس دیوار کو گرا کر یہ گواہی دیدے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔" مگر صبح نور کا اجالا دیکھنا ماں کی قسمت میں نہ تھا چنانچہ بولی: ستاروں کی قسم! میں کبھی تیرے دین میں داخل نہ ہوں گی کہ میرے لوگ میری ہی رائے کی تذلیل کرنے لگیں اور مجھے کم عقل جانیں بلکہ میں تجھ سے اور تیرے دین سے ہمیشہ کے لیے منہ موڑ لوں گی اور اپنے ہی دین پر قائم رہوں گی۔ ماں کی یہ بات سن کر حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دل برداشتہ ہو گئے اور ہمیشہ کے لیے اس گھر سے ناطہ توڑ کر چل دیئے۔ (1)

اس کے بعد حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ذی الحج، محرم اور صفر تین ماہ محسنِ کائنات، فخر موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

---

(1)...... الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

خدمت میں گزارے اور ماہِ ربیعُ النّور میں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہجرت سے بارہ دن قبل مدینہ مُنوّرہ روانہ ہوئے تاکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد پر بھرپور استقبال کی تیاریاں فرماسکیں۔[1] تاریخ گواہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدینہ منورہ آمد پر اہلِ مدینہ نے جس شاندار طریقے سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا استقبال کیا وہ محتاجِ بیان نہیں۔ بے شک اہل مدینہ کے دلوں میں عشقِ مصطفٰے کی شمع فروزاں کرنے میں حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَب بِنْ عُمَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تبلیغی سرگرمیوں پر ایک نظر

تبلیغ کی اہمیت و افادیت

زندگی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی انمول نعمت ہے جس کو باقی رکھنے کے لیے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو بے شُمار لوازِماتِ حیات (ضروریاتِ زندگی) سے نوازا اور چونکہ انسان جسم و رُوح کا ایک حسین مُرَکَّب ہے، لہٰذا ان دونوں عناصر کی دیکھ بھال اور تندرستی و

[1]......الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۵۳ مصعب الخیر، ج ۳، ص ۸۸

صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ان کی ضروریات کے مطابق انہیں بے شمار نعمتوں سے نوازا گیا۔ جسم ظاہر تھا تو اس کے لیے نعمتیں بھی ظاہری و مادّی عطا فرمائی گئیں اور رُوح ایک باطنی شے تھی تو اس کے لیے نعمتیں بھی باطنی ہی عطا فرمائی گئیں۔ انسانی جسم رُوح کے لیے ایک قید خانے کی طرح تھا، آگ، پانی، ہوا اور مٹّی سے بننے والے جسم کی بقا وصحت کے لوازِمات وضَروریات بھی انہی اشیا پر مُنْحَصِر تھے مگر یہ بہت جلد دُنیاوی بھول بھلیوں میں کھو گیا اور دنیاوی آلائشوں کا شکار ہونے کی وجہ سے روح سے غافل ہو کر بتدریج رحمتِ خداوندی سے دور ہوتا چلا گیا اور اس پر آہستہ آہستہ گمراہی وضلالت کی دبیز (موٹی) تہیں چڑھنے لگیں چنانچہ اس جسم و روح کے رشتے کو استوار رکھنے کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے کچھ خاص بندے یعنی انبیاورسل بھیجے تاکہ وہ اس خاکی پیکر (جسم) کو جسم وروح کی طہارت و پاکیزگی کے اصول وقوانین سکھائیں، اسے زندگی کی حقیقت سے روشَناس کرائیں اور جینے کا اصلی ڈھنگ بتائیں تاکہ روزِ قیامت انسان یہ عُذر نہ پیش کر سکے کہ اسے پاکیزگی وطہارت اور راہِ حق وصداقت کا علم نہ تھا جس کی وجہ سے وہ آلائشِ دنیا کا شکار ہو کر گمراہی وضلالت کی وادیوں میں بھٹکتا رہا۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ

ترجمۂ کنزالایمان: رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے

الرُّسُلِ ؕ (پ٦، النساء: ١٦٥) یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے۔

رسولوں اور انبیائے کرام کا یہ سلسلہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبعوث ہونے تک جاری رہا۔ بالآخر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کو وہ مکمل نظامِ حیات عطا فرمایا جو نہ صرف لوگوں کے مزاج اور ضروریات کے لیے کافی وشافی تھا بلکہ اسے رہتی دنیا تک قائم ودائم بھی رہنا تھا۔

نیکی کی دعوت

پوری دنیا کے لوگوں کی اصلاح اور ان تک نیکی کی دعوت پہنچانے کے لیے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضور نبی پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت کو حکم دیا کہ جس دین کو میرے محبوب نے تم تک پہنچایا ہے اب اسے دوسروں تک پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 616 صفحات پر مشتمل کتاب، ''**نیکی کی دعوت**'' **صَفْحہ** 30 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نقل فرماتے ہیں کہ پارہ 4 سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر 104 میں اِرشاد ہوتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں ایک گروہ

الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۰۴)

ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے۔

ہر ایک اپنے اپنے منصب کے مطابق نیکی کی دعوت دے

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الامّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان **تفسیرِ نعیمی** میں اِس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: **اے مُسلمانو!** تم سب کو ایسا گروہ ہونا چاہیے یا ایسی تنظیم بنو یا ایسی تنظیم بن کر رہو جو تمام ٹیڑھے (یعنی بگڑے ہوئے) لوگوں کو خَیر (یعنی نیکی) کی دعوت دے، کافروں کو ایمان کی، فاسِقوں کو تقوے کی، غافِلوں کو بیداری کی، جاہِلوں کو علم و معرِفت کی، خشک مِزاجوں کو لَذّتِ عِشق کی، سَونے والوں کو بیداری کی اور اچّھی باتوں، اچّھے عَقِیدوں، اچّھے عَملوں کا زَبانی، قَلَمی، عَمَلی، قُوّت سے، نَرمی سے (اور حاکم اپنے محکوم و ماتَحت کو) گرمی سے حکم دے اور بُری باتوں، بُرے عقیدوں، بُرے کاموں، بُرے خیالات سے لوگوں کو (اپنے اپنے مَنصَب کے مطابق) زَبان، دِل، عمل، قلَم، تلوار سے رَوکے۔ **مزید فرماتے ہیں:** سارے مُسلمان مُبلِّغ ہیں، سب پر ہی فرض ہے کہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حُکم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ (1) کچھ آگے

---

(1) ...... تفسیر نعیمی، ج ۴، ص ۷۲، بتغیر

چل کر حضرتِ قبلہ مُفتی صاحِب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بخاری شریف کی یہ حدیثِ پاک نَقل کی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شَہَنشاہِ نُبُوَّت، مَخْزَنِ جُودوسخاوت، پیکرِ عَظَمت و شرافت، مُحسنِ اِنسانیَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً** یعنی میری طرف سے پہنچادو اگرچِہ ایک ہی آیت ہو۔ ①

میں نیکی کی دعوت کی دھومیں مچا دوں
ہو توفیق ایسی عطا یاالٰہی

افضل عمل وہ ہے جس کا فائدہ دوسروں کو پہنچے

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان مزید فرماتے ہیں: ''اسلام میں تبلیغ بڑی اَہَم عبادت ہے کہ تمام عبادتوں کا فائدہ خود اپنے کو (یعنی اپنی ذات کو) ہوتا ہے مگر تبلیغ کا فائدہ دوسروں کو بھی۔ ''لازِم'' (یعنی صرف اپنی ذات کو فائدہ پہنچانے والے عمل) سے ''متعدی'' (ایسا عمل جو دوسروں کو بھی فائدہ دے وہ) افضل ہے۔ (روایت میں ہے کہ) کسی نے حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا کہ بہترین بندہ کون ہے؟ فرمایا: **اللہ تعالٰی** سے ڈرنے والا، صلۂ رِحمی (یعنی رشتے داروں کے ساتھ اچھا سُلوک) کرنے والا، اچھی باتیں بتانے والا اور بُرائیوں سے روکنے والا۔ ②

---

① ......بُخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، الحدیث: ٣٤٦١، ج ٢، ص ٤٦٢

② ......الزھد الکبیر للبیھقی، الحدیث: ٨٧٧، ص ٣٢٧

حضرتِ سیِّدُنا حَسَن (بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی) فرماتے ہیں کہ ''جو اچھی باتوں کا حکم دے، برائیوں سے روکے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی خلیفہ ہے، اُس کے رسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا بھی اور اُس کی کتاب (یعنی قرآنِ کریم) کا بھی۔'' (حدیثِ پاک میں ہے) اگر مسلمانوں نے تبلیغ چھوڑ دی تو اُن پر ظالم بادشاہ مسلط ہوں گے اور اُنکی دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ ①

امیر المومنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! بھلائی کا حکم دو، بُرائی سے منع کرو تمہاری زندگی بخیر گزرے گی۔ امیر المومنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ المُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ تبلیغ بہترین جہاد ہے۔ ② جیسے تبلیغ کرنا بہترین عبادت ہے ایسے ہی تبلیغ چھوڑ دینا بدترین جُرم اور چھوڑنے والا ذلیل وخوار۔ ③

نیکی کی دعوت کے بنیادی ارکان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت کے تین بنیادی ارکان ہیں:

(۱) **دَاعِی**: یعنی دعوت دینے والا کون ہے؟

(۲) **مَدْعُو**: کس کو دعوت دی جارہی ہے؟

---

۱ ……روح المعانی، ج ۴، ص ۳۲۶

۲ ……تفسیرِ کبیر، ج ۳، ص ۳۱۶

۳ ……تفسیرِ نعیمی، ج ۴، ص ۷۲، بتغیّر

(۳)دَعْوَت: یعنی وہ دعوت کیسی ہے؟

ان تینوں ارکان میں سب سے زیادہ اہمیت داعی کی ہے کیونکہ نیکی کی دعوت کے الفاظ خواہ کتنے ہی پُرکشش کیوں نہ ہوں اگر دعوت دینے والے کا طریقِ دعوت دُرُست نہ ہو یا وہ جس کو دعوت دے رہا ہے اس کی سوجھ بوجھ کے مطابق اپنی بات سمجھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کی کامیابی کا کوئی امکان نہیں۔ لہٰذا مبلغ و داعی کی کامیابی اسی میں ہے کہ ہر کوئی پکار اٹھے کہ اس نے نیکی کی دعوت دینے کا حق ادا کر دیا۔ مگر ان ارکان کی تفصیل جاننے سے پہلے آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کس طرح اسلام کی دعوت عام کی تاکہ ان کی سیرتِ طیبہ کی روشنی میں مبلغین مذکورہ ارکان کی اہمیت و اِفادِیّت وغیرہ جان کر دنیا بھر میں نیکی کی دعوت کی دھومیں مچاسکیں۔ چنانچہ،

انفرادی کوشش

مروی ہے کہ جب حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ پہنچے تھے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **قَبِیلۂ بَنِی غَنَم** کے سردار حضرت سیِّدُنا **اَسْعَد بِن زُرَارَہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاں قیام فرمایا اور ان کی معاونت سے نیکی کی دعوت عام کرنے لگے۔

ایک دن حضرت سَیِّدُنا اَسْعَد بِن زُرَارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے معزز مہمان حضرت سَیِّدُنا مُصْعَب بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ قَبِیْلَہ بَنُو عَبْدُ الْاَشْھَل اور بَنُو ظَفَر کے چند افراد پر اِنفرادی کوشش کرنے کے لئے گھر سے نکلے اور قبیلہ بَنِی ظَفَر کے ایک باغ میں داخل ہو کر مَرَق نامی کنوئیں کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ انہیں دیکھ کر نومسلم ان کے گرد جمع ہو گئے، ان سب کو اس طرح جمع دیکھ کر چند ایسے لوگ بھی بیٹھ گئے جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے کہ دیکھیں کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَب بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہایت ہی پیارے انداز میں نیکی کی دعوت پیش کی، سبھی خاموش اور متوجہ ہو کر سننے لگے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اندازِ بیان سے متاثر ہونے لگے۔

سعد بن معاذ اور اُسَید بن حُضَیر قبیلہ بَنِی عَبد الاَشْھَل کے چوٹی کے سردار تھے، یہ ابھی دامنِ اسلام سے وابستہ نہ ہوئے تھے۔ جب انہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت اَسْعَد بِن زُرَارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ایک مکی نوجوان ہمارے قبیلے میں داخل ہوا ہے اور ہمارے لوگوں کو اسلام کی دعوت دے کر اپنے مذہب سے ہٹا رہا ہے تو سعد بن معاذ نے اُسَید بن حُضَیر سے فرمایا کہ جائیں اور اس نوجوان کو سمجھائیں کہ ہمارا شہر چھوڑ کر چلا جائے، کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ اَسْعَد بِن زُرَارہ میرے خالہ زاد ہیں، اگر وہ ساتھ نہ ہوتے تو میں

خود ایسا کرتا۔ چنانچہ **بَنِی عَبد الاَشْھَل** کے سردار **اُسَید بن حُضَیر** نے اپنا نیزہ لیا اور کنوئیں کی طرف چل دیئے۔

حضرت سَیِّدُنا **اَسْعَد بِن زُرَارَہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کو دور سے ہی آتے ہوئے دیکھ لیا اور حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِن عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: "یہ شخص اپنی قوم کا سردار ہے، جب قریب آئے تو اسے اپنے دل نشین انداز میں نیکی کی دعوت پیش کیجئے گا۔" آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "ٹھیک ہے، اگر پاس بیٹھ گئے تو میں ضرور نیکی کی دعوت پیش کروں گا۔"

اتنی دیر میں **اُسَید بن حُضَیر** ان کے پاس پہنچ گئے اور آتے ہی کہنا شروع کر دیا: "تم دونوں یہاں کس لئے آئے ہو؟ تمہیں ہمارے کمزوروں کو وَرغلانے اور اپنے دین سے بہکانے کی اجازت کس نے دی؟ اگر جان پیاری ہے تو اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔" اتنا سخت کلام سن کر نیکی کی دعوت کے اس عظیم **مبلّغ** حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے نورِ ایمان سے چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ **اُسَید بن حُضَیر** کی طرف دیکھا اور نہایت ہی نرم اور میٹھے لہجے میں فرمایا: "میری ایک بات سن لیجئے! کیا آپ کو خیر وبھلائی چاہیئے؟" **اُسَید بن حُضَیر** تولڑنے آئے تھے، مگر اس قدر نرم لہجہ سن کر پگھل گئے اور پوچھا کہ خیر و بھلائی سے تمہاری کیا مُراد ہے؟ حضرت سَیِّدُنا

مُصۡعَبۡ بِنۡ عُمَیۡر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میرے پاس بیٹھ کر میری بات سن لیجئے! اگر سمجھ میں آجائے تو اسے مان لیجئے گا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم آپ کو مجبور نہیں کریں گے بلکہ چلے جائیں گے۔'' **اُسید بن حُضَیر** چونکہ بڑے عقلمند تھے لہٰذا انہوں نے (سوچا اگر اس طرح معاملہ حل ہوسکتا ہے تو زیادہ بہتر ہے، اس لیے) کہا: ''یہ صحیح ہے۔'' اسکے ساتھ ہی اپنا نیزہ زمین پر گاڑ کر ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔

حضرت سَیِّدُنا **مُصۡعَبۡ بِنۡ عُمَیۡر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے میٹھے میٹھے اور پیارے پیارے خوبصورت انداز میں نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے اسلام کی خوبیاں، فضائل اور برکتیں ایسے دل پذیر لہجے میں بیان کیں کہ وہ آہستہ آہستہ تاثیر کے تیر بن کر ان کے دل میں پیوست ہونے لگیں، پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قرآنِ مجید کی کچھ آیات کی تلاوت کی۔ تو **اُسید بن حُضَیر** کے چہرے پر قبولِ اسلام پر آمادگی کے آثار نمودار ہونے لگے، بالآخر پکار اٹھے کہ آپ کی باتیں کیا خوب ہیں! کس قدر دل نشین اور دل گداز ہیں! جس کلام کی آپ تلاوت کرتے ہیں وہ بہت عظیم ہے۔ پھر انہوں نے جھکی ہوئی نظروں سے با اَدب انداز میں پوچھا: اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا **مُصۡعَبۡ بِنۡ عُمَیۡر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت **اُسید بن حُضَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دائرۂ اِسلام میں داخل ہونے کا طریقہ بتایا اور اس طرح وہ حضرت

سَیِّدُ نا **مُصعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بُردباری اور میٹھے انداز میں پیش کی گئی نیکی کی دعوت کو سن کر مسلمان ہو گئے۔

جب حضرت سَیِّدُ نا **اُسید بن حُضَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **مسلمان** ہو گئے تو کہنے لگے: "میرے پیچھے ایک آدمی اَور ہے جس کا نام سَعد بن مُعاذ ہے، اگر اس نے آپ کی بات مان لی تو میری ساری قوم آپ کی بات مان لے گی، میں اسے ابھی آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔" یہ کہہ کر آپ وہاں سے چل دیئے اور سَعد بن مُعاذ کے پاس جا پہنچے اور انہیں نیکی کی دعوت سننے کے لئے آخر کسی طرح آمادہ کر ہی لیا اور بالآخر حضرت سَیِّدُ نا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی دل نشین اور میٹھے انداز میں پیش کی گئی نیکی کی دعوت سن کر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سَیِّدُ نا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی قوم کے پاس گئے تو ان سے فرمایا: "تم میرے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟" سب نے بیک زبان ہو کر کہا: "آپ ہمارے سردار ہیں اور آپ کی رائے درست اور دُوررَس ہوتی ہے۔" تو حضرت سَیِّدُ نا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "مجھ پر تمہارے مردوں اور عورتوں سے اس وقت تک بات کرنا حرام ہے جب تک تم **اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان نہیں لے آتے۔" راوی فرماتے ہیں: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! شام بھی نہ ہوئی تھی کہ تمام مَرد و عورت مسلمان ہو چکے تھے۔" [1]

---

[1] ……البدایۃ والنہایۃ، بدء اسلام الانصار، ج ۲، ص ۵۲۷

نایاب مدنی پھول

سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ! حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صبر و تحمل، بُردباری اور **اِنْفِرادی کوشش** پر ہزار جانیں قربان! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جس طرح اِسلام کی دعوت عام کی اور اس کے لیے **اِنْفِرادی کوشش** کا جو انداز اپنایا اس میں کئی مدنی پھول ہیں۔ چنانچہ مبلغین کو چاہئے کہ وہ حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ طیبہ میں پائے جانے والے درج ذیل **نایاب مدنی پھولوں** کو اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجالیں:

مبلغ وداعی کو کیسا ہونا چاہئے؟

ایمانِ کامل

حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ مبارکہ سے سب سے پہلا مدنی پھول یہ ملتا ہے کہ **ایمان کے مرتبہ کمال پر فائز ہونے کے لیے کچھ بھی قربان کرنا پڑے تو پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے**۔ جیسا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام کی خاطر والدین کی بے پناہ محبت وشفقت کو پسِ پُشت ڈال کر حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ عظمت نشان کو عملی طور پر ثابت کر دکھایا: **لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ**

مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان کے مرتبہ کمال تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ [1]

علاماتِ ایمانِ کامل

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت کی ترجمانی حضرت سیدنا ابو محمد سَہل تُستَری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اُس قول سے کیا خوب ہوتی ہے جس میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایمانِ کامل کی علامات بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ امام اجلّ شیخ ابو طالب مکّی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۳۸۶ھ) نے اپنی کتاب مُستَطاب قُوتُ القُلوب میں آپ کا یہ قول کچھ یوں نقل فرمایا ہے:

- ......ایمان کی علامت محبتِ باری تعالیٰ ہے۔
- ......محبتِ باری تعالیٰ کی علامت محبتِ کلام باری تعالیٰ ہے۔
- ......محبتِ کلام باری تعالیٰ کی علامت محبتِ محبوبِ باری تعالیٰ ہے۔
- ......محبتِ محبوب باری تعالیٰ کی علامت اتّباعِ محبوبِ باری تعالیٰ ہے۔
- ......اور اتباعِ محبوبِ باری تعالیٰ کی علامت دنیا سے دوری ہے۔ [2]

---

[1]......بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الإیمان، الحدیث: ۱۵، ج ۱، ص ۱۷

[2]......قوت القلوب، ج ۱، ص ۱۰۴

یوں تو سارے ہی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان درخشندہ ستاروں کی مانند ہیں اور سب ہی ایمان کے مرتبۂ کمال پر فائز تھے مگر بعض کی انفرادی کوششوں اور قربانیوں سے حاصل ہونے والا درس آج کے پُرفِتَن دور میں ہمارے لیے سرمایۂ حیات ہے۔ حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار بھی ان بعض صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے جن پر چشمِ فلک (آسمان کی آنکھ) کو ناز ہے اور ایسا کیونکر نہ ہوتا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تن من دھن سب کچھ حفاظتِ ایمان کے لیے راہِ خدا میں قربان کر دیا۔ جب اپنے پروردگار کا کلام اس کے محبوب کی زبانِ حق ترجُمان سے سنا تو بحرِ توحید میں اس طرح غوطہ زَن ہوئے کہ کبھی اس سے باہر نہ نکلے۔ بلکہ ہر وقت بارگاہِ پروردگار و محبوبِ کردگار پر نگاہیں جمائے اس انتظار میں رہتے کہ دیکھیں کب کوئی انمول موتی عطا ہوتا ہے۔ اس طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک ایک کر کے قرآنِ مجید کی آیات کو موتیوں کی طرح اپنے دامن میں محفوظ کرتے چلے گئے اور آپ کا شمار علم کی دولت سے مالا مال افراد میں ہونے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اہل مدینہ نے دولتِ علم کے حُصول کی خواہش کا اظہار کیا تو معلم کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس جانثار صحابی حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس اعتماد سے روانہ فرمایا کہ یہ اسلام قبول کرنے والے نومسلموں کی اس طرح

مدنی تربیت فرمائیں گے کہ ضابطۂ حیات قرآنِ مجید کے انمول مدنی پھولوں کی خوشبو سے ان کے دل ودماغ مُعطّر ہوجائیں گے۔

اخلاص

حضرت سَیِّدُنا **مُصعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نیکی کی دعوت کا مدنی کام **اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کی خاطر کیا۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسی خُلوص ولِلّٰہیت کا ثمرہ (نتیجہ) تھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ تاثیر کے تیر بن کر لوگوں کے دلوں میں اس طرح پیوست ہوتے گئے کہ صرف دو سال کے قلیل عرصہ میں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد سے پہلے مدینہ منورہ کے گھر گھر میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور جب سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد ہوئی تو تمام در و دیوار ان پُرلطف صداؤں سے گونج اٹھے:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا   مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا   مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ

یعنی وداع کے ٹیلوں سے ہم پر ایک چاند طلوع ہوا جب تک کوئی بلانے والا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلاتا رہے گا ہم پر اس (چاند) کا شکر واجب ہے۔

اَیُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا   جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

اَنۡتَ شَرَّفۡتَ الۡمَدِيۡنَةَ مَرۡحَبًا يَاخَيۡرَ دَاعٍ

یعنی اے ہمارے درمیان مبعوث ہونے والی ہستی! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جو دین لائے ہیں وہ اطاعت کے قابل ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ کو مشرف فرمایا۔ مرحبا! خوش آمدید! اے بہترین دعوت دینے والے!۔

فَلَبِسۡنَا ثَوۡبَ يَمَنٍ بَعۡدَ تَلۡفِيۡقِ الرِّقَاعِ
فَعَلَيۡكَ اللّٰهُ صَلّٰى مَا سَعٰى لِلّٰهِ سَاعٍ

یعنی ہم نے یمنی کپڑے پہنے حالانکہ اس سے پہلے پیوند جوڑ جوڑ کر پہنا کرتے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک رحمتیں نازل فرمائے جب تک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے کوشش کرنے والے کوشش کرتے رہیں۔

مُبَلِّغِین کو چاہئے کہ نیکی کی دعوت عام کرنے میں صرف اور صرف رضائے ربّ الانام وخیر الانام عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پیشِ نظر رکھیں کہ اس سے زبان میں تاثیر پیدا ہوگی۔ کیونکہ لوگوں کے دکھلاوے کے لیے دی جانے والی نیکی کی دعوت میں تاثیر نہ ہونے کے سبب انفرادی کوشش میں ناکامی کے ساتھ ساتھ ثواب آخرت سے محرومی بھی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ،

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ ترجمۂ کنز الایمان: جو آخرت کی کھیتی

فِیۡ حَرۡثِهٖ ۚ وَ مَنۡ كَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡیَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَ مَا لَهٗ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِیۡبٍ ﴿۲۰﴾ (پ ۲۵، الشوری: ۲۰)

چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصّہ نہیں۔

لٰہذا چاہیے کہ ہمیشہ رضائے ربّ الانام کو پیشِ نظر رکھیں اور کبھی بھی دنیا و دنیاداروں کی خاطِر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔ چنانچہ،

ایک بُزُرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مُتعلق **مَنقول** ہے کہ وہ یہاں تک اخلاص کی کوشش کرتے کہ ہمیشہ جماعت کی صفِ اوّل میں شامل ہوتے، ایک دن اتفاقاً آخری صف میں کھڑے ہوئے تو دل میں خیال آیا کہ آج لوگ مجھے آخری صف میں دیکھ کر کیا کہیں گے۔ یہ سوچ کر دل ہی دل میں شرمندہ ہوئے مگر اس کے ساتھ ہی فوراً خود سے کہنے لگے: گویا کہ میں نے جتنی نمازیں پہلی صف میں پڑھیں لوگوں کے دکھاوے کے لئے تھیں۔ پس اس خیال کے آتے ہی 30 سال کی نمازیں قضا کرنا شروع کر دیں۔ [1]

ریاکار کا انجام

ایک طویل حدیثِ پاک میں ہے کہ بروزِ قیامت ایک ایسا شخص بارگاہِ

---

[1] ...... کیمیائے سعادت، رکن چہارم، اصل پنجم، ج ۲، ص ۸۷۶

خداوندی میں لایا جائے گا جس نے دنیا میں عِلْم سیکھا سکھایا اور قرآن کریم پڑھا ہوگا۔ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ ان نعمتوں کا اقرار کرلے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا: ''تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کِیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآنِ کریم پڑھا۔'' لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تُو جھوٹا ہے تو نے علم اِس لئے سیکھا کہ تجھے عالِم کہا جائے اور قرآنِ کریم اس لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر اُسے جہنّم میں ڈالنے کا حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنّم میں ڈال دیا جائے گا۔[1]

علم و عمل کا پیکر

ایک مبلغ پر لازم ہے کہ وہ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح باعمل عالم ہو کیونکہ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مدینہ منورہ کے مبلغ کے طور پر انتخاب کی ایک وجہ ان کا علم بھی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ مُقْرِئُ مدینہ (مدینہ منورہ والوں کو قرآنِ کریم پڑھانے والے) کے لَقَب سے جانے جاتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ انصارِ مدینہ کو قرآنِ کریم سِکھانے کے ساتھ ساتھ اس کے احکام پر عمل بھی کر کے دکھایا کرتے تھے۔

---

[1] ...... مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء... الخ، الحدیث: ۱۹۰۵، ص ۱۰۵۵

علم وعمل کی اہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! علم بغیر عمل کے فائدہ نہیں دیتا۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا لقمان حکیم عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحِیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**اے میرے لختِ جگر!** جس طرح کھیت پانی اور مٹّی کے بغیر دُرُست نہیں ہوسکتا، اسی طرح ایمان، علم وعمل کے بغیر دُرُست نہیں رہ سکتا۔'' [1] اور ایک مرتبہ حُضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے ارشاد فرمایا: ''شیطان بعض اوقات تم سے علم میں سبقت لے جاتا ہے۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ علم میں ہم سے کیسے بڑھ سکتا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ کہتا ہے علم حاصل کرولیکن اس پر اس وقت تک عمل مت کرو جب تک کہ عالِم نہ بن جاؤ، علم کے حُصول میں یہی کہتا رہتا ہے اور عمل کے سلسلے میں ٹال مٹول سے کام لیتا رہتا ہے یہاں تک کہ بندہ اس حال میں مرجاتا ہے کہ اس نے کوئی عمل نہیں کیا ہوتا۔'' [2]

---

[1] ……قوت القلوب، الفصل الحادی والعشرون، ج ۱، ص ۲۳۴

[2] ……الجامع لاخلاق الراوی للخطیب بغدادی، باب النیۃ فی طلب الحدیث، الحدیث: ۳۵، ج ۱، ص ۸۹

مَنْقُول ہے کہ علم عمل کو پکارتا ہے اگر عمل اس کی پکار پر **لَبَّیْک** (میں حاضر ہوں) کہے تو علم رک جاتا ہے ورنہ کوچ کر جاتا ہے۔ [1]

بے عملی کے متعلق تین احادیثِ مبارکہ

﴿1﴾......قیامت کے دن ایک شخص کو جہنّم میں ڈالا جائے گا تو اس کے پیٹ کی آنتیں نکل پڑیں گی، وہ اس طرح چکر کھائے گا جس طرح گدھا چکی کے ساتھ گھومتا ہے، اس پر تمام دوزخی جمع ہو کر کہیں گے: ''اے فُلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو لوگوں کو نیکی کی دعوت نہیں دیتا تھا اور بُرائی سے منع نہیں کرتا تھا؟'' وہ کہے گا: ''ہاں! کیوں نہیں! میں نیکی کی دعوت دیتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا بُرائی سے روکتا تھا مگر خود اس کا مُرتکِب تھا۔'' [2]

﴿2﴾......مَیں نے لَیْلَۃُ الْاِسْرَاء (یعنی معراج کی رات) ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے تو مَیں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''یہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمّت کے خَطِیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کی دعوت دیتے تھے مگر اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ قرآنِ پاک

---

[1]......تاریخ مدینہ دمشق، ج ۵۶، ص ۶۶

[2]...... مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب عقوبۃ من یامر بالمعروف ولایفعلہ ...... الخ، الحدیث: ۲۹۸۹، ص ۱۵۹۵

میں اس فرمانِ باری تعالیٰ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ (پ۲۳، یٰسٓ:۶۸) ترجمۂ کنزالایمان: توکیا سمجھتے نہیں۔ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔'' ①

﴿3﴾......لوگوں کو اچھی بات بتانے اور خود کو بھول جانے والے کی مثال اس چراغ کی سی ہے جو دوسروں کو تو روشن کرتا ہے لیکن اپنے آپ کو جلاتا ہے۔ ②

نیکی کی دعوت کون دے؟

مروی ہے کہ ایک شخص حضرتِ سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا! میں چاہتا ہوں کہ نیکی کی دعوت دوں اور برائی سے منع کروں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''کیاتم (اپنی اِصلاح کرنے میں) حدکمال کو پہنچ چکے ہو؟'' اس نے عرض کی: ''اُمید ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''اگر تمہیں قرآنِ پاک کے تین حُروف کی وجہ سے رُسوا ہونے کا خوف نہ ہو تو یہ کام کرو۔'' اس نے عرض کی: ''وہ حُروف کون سے ہیں؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (پ۱، البقرۃ:۴۴) ترجمۂ کنزالایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔

---

① ......الترغیب والترهیب، کتاب الحدود وغیرها، الترهیب من ان یامر بمعروف......الخ، الحدیث:۳۵۴۸، ج۳، ص۱۸۷

② ......المرجع السابق، الحدیث:۳۵۵۳، ج۳، ص۱۸۸

تلاوت کرنے کے بعد اس سے پوچھا: ''کیا تمہیں اس آیت کا حکم معلوم ہے؟'' اس نے عرض کی: ''نہیں۔'' پھر اس نے عرض کی: ''دوسرا حَرف کون سا ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ کیسی سخت ناپسند ہے اللّٰہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔ (پ۲۸، الصف: ۳،۲)

پھر فرمایا: ''اس آیت کا حکم جانتے ہو؟'' عرض کی: ''نہیں۔'' پھر اس نے عرض کی: ''تیسرا حَرف کون سا ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرتِ سیِّدُنا شُعَیب عَلَیْہِ السَّلَام کا قول ہے (جو قرآنِ پاک میں مذکور ہے)۔'' چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ (پ۱۲، ھود: ۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگوں۔

اسے تلاوت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''کیا اس آیت کے حکم سے آگاہ ہو؟'' اس نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے آپ سے (نیکی کی دعوت کی) اِبتدا کرو۔'' ①

پیارے اِسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت عام کرنے کے لیے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح اپنے میٹھے میٹھے آقا کی سنّتوں کے پیکر بن جایئے ورنہ آپ کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکیں گے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

یَا اَیُّھَا الرَّجُلُ الْمُعَلِّمُ غَیْرَہٗ
ھَلَّا لِنَفْسِکَ کَانَ ذَا التَّعْلِیْمُ

ترجمہ: اے دوسرے کو تعلیم دینے والے تو نے اپنے آپ کو تعلیم کیوں نہ دی؟

تَصِفُ الدَّوَاءَ لِذِی السِّقَامِ وَذِی الضَّنَا
وَمِنَ الضَّنَا وَالدَّاءِ اَنْتَ سَقِیْمُ

ترجمہ: تو دوسرے بیماروں کے لئے دوا تجویز کرتا ہے حالانکہ تو خود بیمار ہے۔

اِبْدَاْ بِنَفْسِکَ فَانْھَھَا عَنْ غَیِّھَا
فَاِذَا انْتَھَتْ عَنْہُ فَاَنْتَ حَکِیْمُ

ترجمہ: اپنے نفس سے ابتدا کر اسے سرکشی سے منع کر اگر یہ سرکشی سے باز آ گیا تو تُو صاحبِ حکمت ہے۔

فَھُنَاکَ یُقْبَلُ مَا وَعَظْتَ وَیُقْتَدٰی
بِالْعِلْمِ مِنْکَ وَیَنْفَعُ التَّعْلِیْمُ

ترجمہ: پھر تیری نصیحت قبول کی جائے گی تیرے علم کی اقتدا کی جائے گی اور تیرا سمجھانا فائدہ دے گا۔

---

①……شعب الایمان للبیھقی، باب فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الحدیث: ۷۵۶۹، ج ۶، ص ۸۸

فُقَہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جس کی دعوت دے رہا ہے کامل طور پر اس پر عمل کرنے والا ہو اور جس سے منع کر رہا ہے مکمل طور پر اس سے بچنے والا بھی ہو۔ کیونکہ اس پر دو چیزیں لازم ہیں:

(۱)......خود کو نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا۔

(۲)......دوسروں کو نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا۔

اگر دونوں میں سے کسی ایک میں سُستی کر رہا ہو تو دوسرے میں کوتاہی کرنا جائز نہیں۔ نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ تمام گناہوں سے محفوظ بھی ہو کیونکہ اس شرط کو لازم قرار دینے سے نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا سَعِید بن جُبَیر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے فرمایا: ''اگر نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہو کہ وہ ہر برائی سے **مُبَرَّا** اور ہر اچھائی سے **مُزَیَّن** ہو تو پھر نہ تو کوئی نیکی کی دعوت دینے والا ہو گا اور نہ ہی کوئی برائی سے منع کرنے والا۔''[1]

---

[1]......احياء علوم الدين، كتاب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، الباب الثاني في أركان الأمر بالمعروف وشروطه، ج ۲، ص ۳۸۵

بےعملی کے متعلق مروی اَحادیث میں وارِد سخت وَعِید نیکی کی دعوت دینے والے پر نہیں بلکہ برائی کے مُرتکِب اُس عالم پر ہے جو لوگوں کو نصیحت کرتا ہو اور برائی سے نفرت دلاتا ہو۔ نیکی کی دعوت دینا نہ تو باعمل سے ساقِط ہے اور نہ ہی بےعمل سے۔ بلکہ اس کام میں تو بھلائی ہی بھلائی ہے اور وَعِید سے شارِع عَلَیْہِ السَّلَام کا مقصود یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والا اپنے فعل کو قول کے مطابق کرے تاکہ جب وہ برائی کو ختم کرے اور نیکی کو عام کرے تو اس کی بات میں تاثیر ہو۔[1] اس لیے ایک مبلِّغ پر لازم ہے کہ پہلے نیکی کی دعوت کو صحیح طریقے سے سمجھے اور اپنی ذات پر نافِذ کرے اس کے بعد دوسروں کو دعوت دے تاکہ اس کی زبان میں حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسی تاثیر ہو۔ **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ

سنتوں کا پیکر

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پروردہ تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طریقۂ تبلیغ سے بخوبی آگاہ تھے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ حج کے زمانے میں جب دُور و نزدیک سے عرب قبائل مکّہ مکرّمہ میں جمع ہوتے تو مُحْسِنِ کائنات، فَخْرِ موجودات

---

[1] ......نیکی کی دعوت کے فضائل، ص ۳۵، ۳٦ ملتقطاً

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان قبائل میں جاجا کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی نیکی کی دعوت عام کرنے اور اسلام کی اِشاعت کے لیے مدینہ منوّرہ میں اپنے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت پر عمل کیا اور مدینہ منوّرہ کے کوچے کوچے، گلی گلی اور محلّے محلّے جا کر نیکی کی دعوت کا ایسا ڈنکا بجایا کہ ہر طرف اسلام کی بہاریں نظر آنے لگیں۔ پس مبلّغین کو چاہیے کہ نیکی کی دعوت عام کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے گھبرائیں نہ شرمائیں بلکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی طرح اپنے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں، کیونکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں گُم رہا کرتے تھے۔ دُنیا کی کوئی کَشِش اور بے وَفا مُعاشَرے کی کوئی جُھوٹی مُرُوَّت اُن سے سُنَّت نہ چُھڑا سکتی تھی۔ چُنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا حَسَن بَصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ حضرتِ سَیِّدُنا مَعْقِل بن یَسار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھانا کھارہے تھے کہ اُن کے ہاتھ سے لُقمہ گر گیا، اُنہوں نے اُٹھا لیا اور صاف کر کے کھا لیا۔ یہ دیکھ کر بعض گنواروں نے آنکھوں سے ایک دوسرے کو اِشارہ کیا (کہ کتنی عجیب بات ہے کہ امیرِ شہر نے گِرے ہوئے لُقمہ کو کھالیا) کسی نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ امیر کا بَھلا کرے، اے ہمارے

سردار! یہ گنوار ترچھی نگاہوں سے اِشارہ کرتے ہیں کہ سردار نے گِرا ہوا لُقمہ کھا لیا حالانکہ اِن کے سامنے یہ کھانا موجود ہے۔" تو اُنہوں نے فرمایا: اِن عَجَمِیّوں کی وجہ سے میں اُس چیز کو نہیں چھوڑ سکتا جسے میں نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سُنا ہے۔ ہم ایک دوسرے کو حکم دیتے تھے کہ لُقمہ گر جائے تو اُسے صاف کر کے کھا لیا جائے شیطان کیلئے نہ چھوڑا جائے۔ ①

جدت پسند مبلغین کے لیے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ جلیلُ القدر صَحابی اور مسلمانوں کے سردار سیِّدُنا مَعقِل بن یَسار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سنّتوں سے کس قدر پیار کرتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عَجَمِیّوں کے اشاروں کی ذرّہ برابر پرواہ نہ کی اور بے دھڑک سنّتوں پر عمل جاری رکھا اور آج بعض نادان مسلمان ایسے بھی ہیں کہ ماڈرن ماحول میں داڑھی مبارک جیسی عظیمُ الشّان سنّت کے تَرک کو **مَعَاذَ اللّٰہ** حکمتِ عملی تصوُّر کرتے ہیں۔ حقیقی حکمتِ عملی یہی ہے کہ لاکھ بُرا ماحول ہو، اَغیار کا زور ہو، بدمذہبوں کا شور ہو، کچھ ہی ہو آپ داڑھی شریف، عمامہ پاک اور سنّتوں بھرے سادہ لباس میں ملبوس رہیے، کھانے پینے اور روزمرّہ کے معمولات میں سنّتوں کا دامن تھامے رہیے، لوگوں کی اصلاح کیلئے انفِرادی

---

① ……ابنِ ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب اللقمۃ اذا سقطت، الحدیث: ۳۲۷۸، ج۴ ص۱۷

کوشش جاری رکھئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ چراغ سے چراغ جلتا چلا جائے گا، حق کا بول بالا ہوگا، شیطان کا منہ کالا ہوگا، ہر طرف سنّتوں کا اُجالا ہوگا، دولتِ دنیا کا ہر عاشق، میٹھے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مَتوالا ہوگا اور اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ گھر گھر نورِ حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اُجالا ہوگا۔

خاک سورج سے اندھیروں کا اِزالہ ہوگا
آپ آئیں تو مرے گھر میں اُجالا ہوگا
ہو گا سیراب سرِ کوثر و تسنیم وُہی
جس کے ہاتھوں میں مدینے کا پیالہ ہوگا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ولولہ وجذبہ

حضرت سَیِّدُنا مُصْعَب بِنْ عُمَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیّبہ سے حاصل ہونے والا ایک اہم مدنی پھول یہ بھی ہے کہ دل میں نیکی کی دعوت عام کرنے کا ایسا جذبہ ہونا چاہیے جو آپ کو اس وقت تک کسی بھی جگہ چین سے بیٹھنے نہ دے جب تک کہ ہر طرف نیکی کی دعوت کی دھومیں نہ مچ جائیں۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَب بِنْ عُمَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ دن دیکھتے نہ رات بلکہ جب موقع ملتا حضرت سیِّدنا اَسعد بن زُرارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ

کہیں نہ کہیں اسلام کی دعوت پہنچانے کا فَرِیضہ سَرانجام دینے کے لیے نکل کھڑے ہوتے اور دوسروں کے اپنے پاس آنے کا بالکل انتظار نہ کرتے۔ آپ کی اسی انفرادی کوشش کا ثَمرہ کچھ یوں ظاہر ہوا کہ بہت جلد ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو گیا اور کُفر اس وادی سے ایسے نکل بھاگا کہ پھر کبھی واپس نہ لوٹا اور نہ ہی کبھی لوٹے گا۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے، کنواں پیاسے کے پاس نہیں آتا۔ گویا کہ آپ نے اس مَقولے کا مَفْہوم ہی بدل ڈالا یعنی آپ ساقی کوثر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ اَقدس سے بحرِ توحید کے بھرے ہوئے جام پی کر جن لذّتوں سے آشنا ہوئے تھے، انہوں نے آپ کے دل میں یہ تڑپ پیدا کر دی تھی کہ اے کاش! ہر کوئی اسلام کی دعوتِ عام پر لبیک کہہ کر یہ ابدی و سرمدی نعمتیں پالے۔

نیکی کی دعوت اور امیرِ اہلسنت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جن مبلّغین نے حضرت سَیِّدُنا **مُصعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ کا یہ حسین پہلو اپنایا ان کا نام تاریخ میں سُنہری حُروف سے لکھا ہوا ہے اور **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ لکھا جاتا رہے گا۔ چنانچہ، ان ناموں میں ایک نام پندرھویں صدی کی عظیم علمی و روحانی شخصیت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس

عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ بھی ہیں۔آج **دعوتِ اسلامی** کے اس لہلہاتے چمنستان کی آبیاری میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی انفرادی کوشش کا سب سے بڑا عمل دخل ہے۔آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے ایک جگہ بیٹھ کر لوگوں کے اس تحریک میں شامل ہونے کا انتظار نہیں کیا بلکہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں سرشار اپنے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری امت کو آقا کی محبت کے جام پلانے کے لیے گھر گھر، قریہ قریہ اور بستی بستی جا کر نیکی کی دعوت پیش کی۔

نیکی کی دعوت عام کرنے کے لیے بزرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے اِتّباع میں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ راہِ خدا میں سفر کرتے۔دن میں بسا اوقات ایک سے زائد مرتبہ بیانات کرتے اور بسوں، ٹرینوں میں سفر کر کے مسجد مسجد، گاؤں گاؤں، شہر شہر خود تشریف لے جاتے۔**بابُ المدینہ** (کراچی) میں آپ کے کھانے کا *Tiffen* اکثر ساتھ ہوتا یہاں تک کہ عام طور پر ہر جگہ نمک کی ڈِبیا بلکہ عموماً اپنا پانی تک ساتھ رکھتے کہ کسی سے سُوال نہ کرنا پڑے۔اَوائل میں اکثر ایسا ہوتا کہ گھر واپَس آتے وقت بس آدھے راستے میں اُتار دیتی، رکشہ یا ٹیکسی کا کرایہ ادا کرنے کی اِستِطاعت نہ ہونے کے سبب آدھی رات کے وقت پانچ یا چھ کلومیٹر پیدل

چل کر گھر آنا پڑتا۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **نیکی کی دعوت** دینے کے ساتھ ساتھ مریضوں کی عیادت کرتے، دور ونزدیک جا جا کر جنازوں میں شرکت فرماتے اور غمی وخوشی کے مواقع پر مسلمانوں کی ایسی دلجوئی فرماتے کہ وہ بھی **بِفَضْلِہٖ تَعَالٰی** متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ یہ آپ کی کوششوں کا ہی فیضان ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے منسلک **عاشِقانِ رسول** کے سُنّتوں کی تربیت کے بے شمار **مَدَنی قافلے** مُلک بہ مُلک شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ 3 دن، 12 دن، 30 دن بلکہ 12 اور 26 ماہ کے لئے بھی سفر کر کے علمِ دین اور سُنّتوں کی بہاریں لُٹا رہے ہیں اور **نیکی کی دعوت** کی دھومیں مچا رہے ہیں۔

کئی خوش نصیب اسلامی بھائی اپنے گھر بار کے حُقوق نبھاتے ہوئے دعوت اسلامی کے لیے وقف ہو چکے ہیں اور ہر وقت مدنی قافلوں میں سفر کرتے رہتے ہیں۔ دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہر اسلامی بھائی کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ زندگی میں یکمشت 12 ماہ، ہر 12 ماہ میں 30 دن اور ہر ماہ جدول کے مطابق تین دن کے مدنی قافلے میں سفر کرے۔ عموماً مدنی قافلے دعوتِ اسلامی کے مدنی مراکز اور ہفتہ وار اجتماعات والی مساجد سے سفر کرتے ہیں، ایک قافلے میں شُرکا کی تعداد کم از کم سات اور زیادہ سے زیادہ 12 ہوتی ہے۔ مزید معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''**نیک بننے اور بنانے کے**

طریقے'' کا مطالعہ کیجئے۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہو!

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیکی کی دعوت میں استقامت

مدینہ منوّرہ کے پہلے مبلّغ حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نیکی کی دعوت عام کرنے کے جذبے سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ نیکی کی دعوت کے لئے کوئی جگہ یا وقت مخصوص نہیں، بلکہ مبلغ ہر جگہ ہر وقت مبلغ ہے، لہٰذا چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، گھر ہو یا بازار، مسجد ہو یا مزار، کھیت ہو یا گلزار، صحرا ہو یا لالہ زار، مبلغین کو حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت کو اپناتے ہوئے مُسْتَقِل مِزاجی سے ہر جگہ ہر گھڑی نیکی کی دعوت کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہیے۔بعض اسلامی بھائی بیماری، گھریلو یا معاشی آزمائش آنے پر بسا اوقات مدنی کاموں کی سعادت سے خود کو محروم کر دیتے ہیں۔انہیں چاہیے کہ مصائب وآلام کے عالَم میں بزرگانِ دین کی مشکلات اور ان کی استقامت کو یاد فرمالیا کریں۔جیسا کہ مدینہ شریف میں حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہود کی ریشہ دَوانیوں اور اَوس وخَزْرَج کی آپس میں دشمنی کے

باوجود بڑی اِسْتِقامت و مُسْتَقِل مِزاجی سے نیکی کی دعوت عام کی کیونکہ ان کے سامنے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی استقامت و مستقل مزاجی تھی۔ چنانچہ،

ایک ہاتھ پر سورج دوسرے پر چاند

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 862 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''سیرتِ مصطفٰے'' **صَفْحَہ** 124 پر ہے: قُریش کے چند مُعَزَّز رؤسا (سردار) ابوطالب کے پاس آئے اور حُضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعوتِ اسلام اور بُت پرستی کے خلاف تقریروں کی شکایت کی۔ ابوطالب نے نہایت نرمی کے ساتھ ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر رخصت کر دیا لیکن حُضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خدا کے فرمان ﴿**فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ**﴾ [1] کی تعمیل کرتے ہوئے **عَلَی الْاِعْلَان** شِرک و بُت پرستی کی مذمّت اور دعوتِ توحید کا وَعظ فرماتے ہی رہے۔ اس لئے قریش کا غصہ پھر بھڑک اُٹھا۔ چنانچہ تمام سَرداران قُریش یعنی عُتْبہ وشَیْبہ وابوسُفْیان و عاص بن ہِشام وابوجَہل و وَلید بن مُغیرہ و عاص بن وائل وغیرہ وغیرہ سب ایک ساتھ مل کر ابو طالب کے پاس آئے اور یہ کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے اس لئے یا تو آپ درمیان میں سے ہٹ

---

[1] ......ترجمۂ کنزالایمان: تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے۔ (پ ۱۴، الحجر: ۹۴)

جائیں اور اپنے بھتیجے کو ہمارے سپرد کردیں یا پھر آپ بھی کُھل کر ان کے ساتھ میدان میں نکل پڑیں تاکہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہوجائے۔ابوطالب نے قُریش کا تیور دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب بہت ہی خطرناک اور نازک گھڑی سر پر آن پڑی ہے۔ظاہر ہے کہ اب قُریش برداشت نہیں کرسکتے اور میں اکیلا تمام قُریش کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ابوطالب نے حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو انتہائی مُخْلِصانہ اور مُشْفِقانہ لہجے میں سمجھایا کہ میرے پیارے بھتیجے! اپنے بوڑھے چچا کی سفید داڑھی پر رحم کرو اور بڑھاپے میں مجھ پر اتنا بوجھ مت ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں۔ اب تک تو قریش کا بچہ بچہ میرا احترام کرتا تھا مگر آج قریش کے سرداروں کا لب و لہجہ اور ان کا تیور اس قدر بگڑا ہوا تھا کہ اب وہ مجھ پر اور تم پر تلوار اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ تم کچھ دنوں کے لئے دعوتِ اسلام موقوف کردو۔اب تک حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ظاہری معین، مددگار جو کچھ بھی تھے وہ صرف اکیلے ابوطالب ہی تھے۔

حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیکھا کہ اب ان کے قدم بھی اکھڑ رہے ہیں، چچا کی گفتگو سن کر حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھرائی ہوئی مگر جذبات سے بھری ہوئی آواز میں فرمایا کہ چچا جان! **خدا کی قسم! اگر قریش میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لا کر دے**

دیں تب بھی میں اپنے اس فرض سے باز نہ آؤں گا۔ یا تو خدا اس کام کو پورا فرمادے گا یا میں خود دینِ اسلام پر نثار ہو جاؤں گا۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ جذباتی تقریر سن کر ابو طالب کا دل پسیج گیا اور وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی ہاشمی رگوں کے خون کا قطرہ قطرہ بھتیجے کی محبت میں گرم ہو کر کھولنے لگا اور انتہائی جوش میں آ کر کہہ دیا کہ جانِ عم (چچا کی جان)! جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کرسکتا۔ [1]

حصولِ استقامت کا ذریعہ

مُبلّغین کو نیکی کی دعوت عام کرنے میں اخلاص کے ساتھ ساتھ برکت کا بھی مُتلاشی رہنا چاہئے اور برکت کے حُصول کے لیے اَکابِرین کے دامن سے وابستہ رہنے سے بڑھ کر کوئی شے نہیں۔ جیسا کہ مُحسِنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: "برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔" [2] حضرت سیِّدُنا امام عبدالرءوف مَناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیثِ پاک میں مختلف اُمور و حاجات میں تجربہ کار ہونے کی بنا پر بڑوں سے رجوع کر کے برکت حاصل کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

---

[1] ……السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، مباداۃ رسول اللہ، الجزء الاول، ص ۲۵۲، ملخصاً

[2] ……المستدرک، کتاب الایمان، باب البرکۃ مع الاکابر، الحدیث: ۲۱۸، ج ۱، ص ۲۳۸

بڑوں سے کون حضرات مُراد ہیں اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ بڑوں سے مراد یا تو عمر رسیدہ حضرات ہیں تا کہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی زندگی بھر کے تجربات سے اِسْتِفادہ کیا جاسکے یا پھر علمائے کرام مراد ہیں خواہ وہ کم عمر ہی ہوں کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں جلالتِ علمی کے مَنصَبِ عالی سے نوازا ہے لہٰذا ان کی تعظیم وتوقیر بجالانا بھی سب پر لازم ہے۔①

پس مبلغین پر لازم ہے کہ بزرگوں بالخُصوص عُلمائے کرام کی صحبت وزیارت کے ذریعے اپنے مدنی کاموں کو برکتوں سے ہمکنار رکھیں۔ اس سلسلے میں **شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے طرزِ عمل سے کیا خوب رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

اَمیرِ اَہلسنّت اور عُلَمائے اَہلسنّت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 87 صَفحات پر مشتمل کتاب، **''تعارُفِ امیرِ اہلسنّت'' صَفحہ 56** پر ہے کہ **اَمیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **علمائے اہلسنّت** دَامَتْ فُیُوضُہم سے بے حد عقیدت ومحبت رکھتے ہیں اور نہ صرف خود انکی تعظیم کرتے ہیں بلکہ اگر کوئی آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے سامنے **عُلَمائے اَہلسنّت** دَامَتْ فُیُوضُہم کے بارے کوئی نازیبا کلمہ کہہ دے تو اس

---

①......فیض القدیر، تحت الحدیث: ۳۲۰۵، ج ۳، ص ۲۸۷

پُرسخت **ناراض** ہوتے ہیں۔ چنانچہ **آپ** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ **ایک جگہ تَحریر** فرماتے ہیں کہ ''اسلام میں **عُلَمائے حق** کی بَہُت زیادہ اَہمیَّت ہے اور وہ **علمِ دین** کے باعِث عوام سے **افضل** ہوتے ہیں۔ غیرعالم کے مقابلے میں ان کو عبادت کا ثواب بھی زیادہ ملتا ہے۔'' جیسا کہ مَروی ہے: ''عالم کی دو رَکعت غیرِ عالم کی ستّر رَکعت سے **افضل** ہے۔''① لہٰذا **دعوتِ اسلامی** کے تمام وابَستگان بلکہ ہر مسلمان کے لئے ضَروری ہے کہ وہ عُلَمائے اہلسنّت سے ہرگز نہ ٹکرائیں، ان کے **اَدب و اِحترام** میں کوتاہی نہ کریں، عُلَمائے اہلسنّت کی تَحقیر سے قَطعاً گُریز کریں، **بِلا** اجازتِ شرعی ان کے کردار اور عمل پر تنقید کر کے غیبت کا گناہِ کبیرہ، حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام نہ کریں۔

حضرتِ سیِّدُنا ابوالحفص الکبیر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَدِیر فرماتے ہیں: ''جس نے کسی **عالم** کی غیبت کی تو قِیامت کے روز اُس کے چہرے پر لکھا ہوگا، یہ **اللہ** کی رَحمت سے مایوس ہے۔''② **ایک مکتوب** میں لکھتے ہیں: ''**علما** کو ہماری نہیں، **ہمیں علما** دَامَتْ فُیُوضُھم کی ضَرورت ہے، یہ **مَدَنی پھول** ہر **دعوتِ اسلامی** والے کی نس نس میں رچ بس جائے۔'' ایک مرتبہ فرمایا: ''**علما** کے قدموں سے ہٹے تو بھٹک جاؤ گے۔''③

---

① ……کنزالعُمّال، کتاب العلم، الباب الاول، الحدیث: ۲۸۷۸۳، ج۵، الجزء العاشر، ص۶۷

② ……مکاشفۃ القلوب، ص۷۱

③ ……تعارف امیر اہلسنت، ص۵۷

اغیار کی پیروی سے اجتناب

حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ طیبہ سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ مبلغین کو کبھی اسلام کے عطا کردہ اُسلوبِ دعوت سے منہ موڑ کر اغیار کی پیروی نہ کرنی چاہیے۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حبشہ میں نصاریٰ کے طریقۂ دعوت کا مُشاہدہ کیا تو مدینہ میں رہنے والے یہودیوں کے اُسلوبِ دعوت کو بھی بغور دیکھا مگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے عطا کردہ اُسلوبِ دعوت کو اپنا کر جو کامیابی حاصل کی وہ محتاجِ بیان نہیں۔ مگر افسوس! صد افسوس! آجکل اصلاح اور اشاعتِ دین کے نام پر بعض نادان مسلمانوں نے غیر مسلموں کے طریقۂ عبادت و دعوت کو اختیار کر رکھا ہے، نہ ان کا لباس مسلمانوں جیسا، نہ ان کی صورت مسلمانوں جیسی اور نہ ہی ان کا طریقہ مسلمانوں جیسا۔ بلکہ وہ نادانستہ طور پر غیر مسلموں کے طریقۂ تبلیغ کی پیروی کر رہے ہیں، حالانکہ اسلام اَغیار کے طریقۂ عبادت و دعوت سے قطعی اِجتناب کا درس دیتا ہے۔ چنانچہ،

اذان کی ابتدا

مسجد نبوی کی تعمیر تو مکمل ہو گئی مگر لوگوں کو نمازوں کے وقت جمع کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے نمازِ باجماعت کا انتظام ہوتا، اس سلسلہ میں شہنشاہِ مدینہ،

قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ فرمایا، بعض نے نمازوں کے وقت آگ جلانے کا مشورہ دیا، بعض نے ناقوس بجانے کی رائے دی مگر حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیر مسلموں کے ان طریقوں کو پسند نہیں فرمایا۔ پھر امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر نماز کے وقت کسی آدمی کو بھیج دیا جائے جو پوری مسلم آبادی میں نماز کا اعلان کر دے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت سیدنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم فرمایا کہ وہ نمازوں کے وقت لوگوں کو پکار دیا کریں۔ چنانچہ وہ "**الصلوٰةُ جامعةٌ**" کہہ کر پانچوں نمازوں کے وقت اعلان فرمایا کرتے، اسی درمیان میں ایک صحابی حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن زید انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خواب میں دیکھا کہ اذانِ شرعی کے الفاظ کوئی سنا رہا ہے۔ اس کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دوسرے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھی اسی قسم کے خواب نظر آئے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کو **مِنْجَانِبِ اللّٰہ** سمجھ کر قبول فرمایا اور حضرت سیدنا **عبد اللّٰہ** بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم دیا کہ تم بلال کو اذان کے کلمات سکھا دو کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔ چنانچہ اسی دن سے شرعی اذان کا طریقہ شروع ہو گیا جو آج تک جاری

ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ [1]

خوش اخلاقی

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا اُسید بن حُضَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا سَعد بن مُعاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سخت لہجہ پہلے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خندہ پیشانی وخوش اخلاقی ہی کی بدولت نرم مزاجی میں بدلا، پھر ان کی قسمت نے مزید انگڑائی لی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا کرم کچھ یوں ظاہر ہوا کہ دعوتِ اسلام تاثیر کا تیر بن کر ان کے دلوں میں اس طرح پیوست ہوئی کہ بنی عبدُالاَشْہَل میں کُفر وشرک کا جگر پارہ پارہ ہوگیا۔

حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ سے یہ مدنی پھول بھی حاصل ہوا کہ **مبلغین** کو کسی بھی لمحے خوش اخلاقی، نرم مزاجی اور خندہ پیشانی کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں بھی ان اَوصاف کے بے شمار فضائل مروی ہیں۔ چنانچہ،

نرم مزاجی

قرآنِ مجید میں نرم مزاجی کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مہربانی قرار دیا ہے۔ چنانچہ،

---

[1] ……سیرتِ مصطفےٰ، ص ۱۸۴

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ (پ ۴، ال عمران: ۱۵۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد (آس پاس) سے پریشان ہوجاتے۔

حضرت سیدنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بروزِ محشر تم میں سے میرے سب سے زیادہ محبوب اور میری مجلس میں سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں اچھے اَخلاق والے اور نرم خُو ہیں، جو لوگوں سے اور لوگ ان سے محبت کرتے ہیں۔ تم میں میرے لیے سب سے زیادہ قابلِ نفرت اور قیامت کے دن میری مجلس میں سب سے زیادہ دُور وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ باتیں کرنے والے، زبان دراز اور تکبُّر کرنے والے ہوں گے۔ ①

تم سے بہتر، مجھ سے بدتر

مَنقول ہے کہ مامونُ الرشید کو کسی نے نصیحت کی اور سختی سے پیش آیا تو وہ

① ……ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی معالی الاخلاق، الحدیث: ۲۰۲۵، ج ۳، ص ۴۰۹

بولا: اے شخص! نرمی اختیار کر کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تم سے بہتر (یعنی حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو مجھ سے بدتر (یعنی فرعون) کے پاس بھیجا تو نرمی سے پیش آنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى ﴿۴۴﴾ (پ۱۶، طٰہٰ: ۴۴) ترجمۂ کنزالایمان: تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

ہے فلاح و کامرانی نرمی و آسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

خندہ پیشانی

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مَروی ہے کہ حُضور نبیِ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: حُسْنِ اَخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے۔[1] اور ایک روایت میں ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو تم اپنے اموال سے خوش نہیں کر سکتے لیکن تمہاری خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی انہیں ضرور خوش کر سکتی ہیں۔[2]

---

[1]……شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، الحدیث: ۸۰۳۶، ج۶، ص۲۴۷

[2]……شعب الایمان، الحدیث: ۸۰۵۴، ج۶، ص۲۵۳

نفرت محبت میں بدل گئی

مبلغین کی ترغیب کے لیے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی حیاتِ طیبہ کا ایک واقعہ پیشِ خدمت ہے: دعوتِ اسلامی کے اوائل میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو ایک ہمسائے کے بارے میں پتا چلا کہ وہ آپ کو بُرا بھلا کہتا ہے اور اس نے آپ کی امامت میں نماز پڑھنا بھی چھوڑ دی ہے۔ ایک دن وہ آپ کو اپنے دوست کے ساتھ سرِ راہ مل گیا۔ آپ نے اسے سلام کیا تو اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ لیکن آپ نے اس کی بے رُخی کا کوئی اثر نہ لیا اور اس کے سامنے ہو کر مسکراتے ہوئے بڑی خَندہ پیشانی سے کہا: بہت ناراض ہو بھائی؟۔۔۔۔۔اور اس کے ساتھ ہی اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور گرم جوشی سے مُعانَقہ کیا۔ اس کے دوست کا کہنا ہے کہ وہ آپ کے جانے کے بعد کہنے لگا، عجیب آدمی ہیں، میرے منہ پھیر لینے کے باوجود مجھے گلے لگا لیا، جب انہوں نے مجھے گلے لگایا تو یوں محسوس ہوا کہ دل کی ساری نفرت محبت میں بدل گئی، لہٰذا! میں مُرید بنوں گا تو انہی کا بنوں گا۔ پھر وہ اسلامی بھائی اپنے کہنے کے مطابق آپ کے مُرید بھی بنے اور داڑھی شریف بھی چہرے پر سجالی۔

انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو
شمع محفل کی طرح سب سے جدا ، سب کا رفیق
مثل خورشید سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزادہ، معانی میں دقیق
اس کا انداز نظر اپنے زمانے سے جدا
اس کے احوال سے محرم نہیں پیرانِ طریق

صبر و تحمل اور بردباری و درگزر

حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه نے حضرت سیدنا اُسَید بن حُضَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه اور حضرت سیّدنا سَعْد بن مُعاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کی سخت کلامی پر جس صبر و تحمل اور بردباری و درگزر کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے اور **اِنْ شَآءَ اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ مبلغین کے لیے ہمیشہ مَشْعَلِ راہ رہے گا کیونکہ اگر نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے **مبلغ** کے ساتھ ناروا سُلوک کیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایسے موقع پر حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کی طرح صبر و تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کرے، یقیناً اس کا یہ عمل مخاطَب کے دل میں نرم گوشہ پیدا کر دے گا اور اس کے بہترین نتائج برآمد ہوں گے۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ 98 صفحات پر مشتمل کتاب "**نیکی کی دعوت کے فضائل**" کے صفحہ 55 پر ہے: نیکی کی دعوت دینے والے کو صبر و استقلال والا ہونا چاہیے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیّدُنا لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قول بیان کرتے ہوئے صبر کو نیکی کی دعوت کے ساتھ ملا دیا ہے۔ چنانچہ، قرآنِ پاک میں ہے:

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ (پ ۲۱، لقمٰن: ۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے بیٹے! نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو افتاد (مصیبت) تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔

صبر و تحمل کی اعلیٰ مثال

ایک بُزُرگ کے بارے میں مَنْقول ہے کہ وہ ایک تاجر کے پاس کھڑے ہو کر اسے نیکی کی دعوت دے رہے تھے اور اسے ایسے محلہ میں مسجد بنانے کے لئے صدقہ و خیرات کرنے پر اُبھار رہے تھے جہاں مسجد کی ضرورت تھی مگر اس نے بزرگ سے تعاوُن کرنے کے بجائے انہیں گالیاں دیں اور ان کے چہرے پر تھوکتے ہوئے کہا: ''تم لوگ اپنے لئے مال جمع کرتے ہو اور صحیح مَصْرَف (یعنی خرچ کرنے کی جگہ) میں اِستعمال نہیں کرتے۔'' اس نیک شخص نے اپنے چہرے

سے تھوک صاف کرتے ہوئے کہا: ''تم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا میں نے اپنی ذات کے لئے اسے قبول کیا لیکن میں مسجد بنانے کے لئے **فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ** تم سے سوال کررہا ہوں۔'' یہ سن کر اسے نَدامَت وشرمندگی ہوئی اور اپنی تھیلی میں ہاتھ ڈال کر وافِر مقدار میں مال نکالا اور اپنے فعل پر مَعذرت کرتے ہوئے وہ مال ان کے حوالے کر دیا۔ اگر نیکی کی دعوت دینے والے بزرگ صبر وتحمل سے کام نہ لیتے اور تاجر کی طرف سے اَذِیّت کو برداشت نہ کرتے تو ان سے معذرت نہ کی جاتی اور نہ ہی وہ چندہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے۔ ①

بردباری و درگزر کی اعلیٰ مثال

اے کاش! ہمارے اندر یہ جذبہ پیدا ہوجائے کہ ہم اپنی ذات اور اپنے نفس کی خاطِر غُصّہ کرنا ہی چھوڑ دیں۔ جیسا کہ ہمارے بُزُرگوں کا جذبہ تھا کہ کوئی ان سے کتنا ہی بُرا سُلوک کرتا یہ ہمیشہ اس سے درگزر ہی فرماتے۔ چُنانچہ،

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی خدمت میں ایک بار جب ڈاک پیش کی گئی تو بعض خُطوط مُغَلَّظات (یعنی گندی گالیوں) سے بھرپور تھے۔ مُعتَقِدین بَرہَم (غصّے) ہوئے کہ ہم ان لوگوں کے خِلاف مُقدّمہ دائر کریں گے۔ تو **امامِ اَھلسنّت** عَلَیْہِ

---

① ……نیکی کی دعوت کے فضائل، ص ۵۵

رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ارشاد فرمایا: ''جو لوگ تعریفی خُطوط لکھتے ہیں پہلے ان کو جاگیریں تقسیم کرو، پھر گالیاں لکھنے والوں پر مُقدّمہ دائر کرنا۔'' ① یعنی جب تعریف کرنے والوں کو انعام نہیں دیتے تو بُرائی کرنے والوں سے بدلہ کیوں لیں!

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشیدِ علم اُن کا درخشاں ہے آج بھی

امیرِ اہلسنت کی بردباری

دعوتِ اسلامی کے اِبتدائی ایّام کی بات ہے کہ جب شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بابُ المدینہ (کراچی) کی مختلف مَساجِد میں جاجا کر درس و بیان اور اِنفرادی کوشش کیا کرتے تھے۔ اُس وقت اَمْن واَمان کی صورتحال حال آج (یعنی ۱۴۲۹ھ، 2008ء) کے مقابلے میں بہُت بہتر تھی۔ ایک مرتبہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ رات گئے بس نہ ملنے کی وجہ سے پیدل ہی اپنے گھر (واقع موسیٰ لین) واپس آرہے تھے۔ راہِ خدا کے اس سفر میں 2 اسلامی بھائی بھی آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ہمراہ تھے۔ جب آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ٹاور (باب المدینہ کراچی کا ایک مشہور مقام) کے قریب پہنچے تو وہاں فُٹ پاتھ پر چند نوجوان (جن کی وضع قطع شریفوں کی سی

---

① ……حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۲۰، مُلَخَّصاً

نہ تھی) خوش گپیوں میں مَشْغول تھے۔ اِن میں سے ایک کو شرارت سُوجھی اور اس نے پان کی پیک امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے کپڑوں پر تھوک دی جس سے آپ کے کپڑے خراب ہوگئے۔ یہ غیر اَخلاقی حرکت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے شریکِ سفر اُن 2 اسلامی بھائیوں کو سخت ناگوار گزری۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کر کچھ کرتے۔ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے انہیں روکتے ہوئے سرگوشی میں کچھ یوں اِرشاد فرمایا: **یہی تو وقت ہے اِن پر اِنفرادی کوشش کرنے کا۔**

یہ کہہ کر آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اُس شرارتی نوجوان کے قریب پہنچے اور سلام کرنے کے بعد نہایت نرمی سے اِستِفسار فرمایا: پیارے بھائی! مجھ پر پان تھوک کر آپ کو کیا مِلا؟ وہ نوجوان کہنے لگا: بس ہمیں مولویوں کو تنگ کرنے میں بہت مزہ آتا ہے۔ **اگر آپ کا دل اسی میں خوش ہوتا ہے تو لیجئے مزید پان تھوک دیجئے۔** امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے نہایت ہی نرم لہجے میں یہ کہتے ہوئے ان کے سامنے اپنا دامن پھیلا دیا۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا حِلم اور شفقت بھرا لہجہ دیکھ کر اُن نوجوانوں کے سر شرم سے جُھک گئے۔ انہوں نے آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے اپنی غَلَطی کی معافی مانگی۔ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اِنفرادی کوشش جاری رکھتے ہوئے مُسکرا کر اِرشاد فرمایا: میرے میٹھے میٹھے

اسلامی بھائیو! یونہی معافی نہیں مل جائے گی، پہلے آپ کو میرے ساتھ چائے پینا ہوگی۔عطاؤں کی یہ برسات دیکھ کر وہ نوجوان اور بھی متأثر نظر آنے لگے اور آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ساتھ چائے بھی پی۔ اِسی دوران امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے انہیں **گُلزارِ حبیب مسجد** (گلستانِ اوکاڑوی سولجر بازار، باب المدینہ کراچی) میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی دعوت پیش کی۔ان نوجوانوں نے سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی نہ صرف نیت کی بلکہ جمعرات کو اجتماع میں شرکت کے لئے گلزارِ حبیب مسجد بھی جا پہنچے۔

یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ انہوں نے جسے عام سا شخص سمجھ کر ستایا تھا، وہی ہزاروں کے اجتماع میں بیان فرما رہے ہیں اور شرکائے اجتماع بڑی توجہ وعقیدت سے اس بیان کو سُن رہے ہیں۔انہوں نے قریب بیٹھے ہوئے اسلامی بھائی سے پوچھا کہ یہ بیان فرمانے والے کون ہیں؟ اس نے انہیں بتایا: یہ دعوتِ اسلامی کے بانی حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ہیں۔ وہ نوجوان مزید متأثر ہوئے کہ یہ تو بہت بڑے عالمِ دین بھی ہیں۔ بیان کے اِختتام پر جب امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے رِقّت انگیز دُعا مانگی تو اُن اسلامی بھائیوں نے بھی رو رو کر اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے مغفرت کی بھیک مانگی۔صلوٰۃ وسلام کے بعد امیرِ اہلسنّت دَامَتْ

بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے خود آگے بڑھ کر اسلامی بھائیوں سے مُلاقات کرنا شروع کردی۔ جب آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی نظر اُن نوجوان اسلامی بھائیوں پر پڑی تو آگے بڑھ کر ہر ایک کو اپنے سینے سے ایسالگایا کہ وہ دن اور آج کا دن، **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ وہ تمام اسلامی بھائی دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں میں مصروف ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! مبلغ ہو تو امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ جیسا! اگر اُس نوجوان کی شرارت پر آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ غصّے میں آجاتے اور جھگڑا کرتے تو یہ مَدَنی نتائج نہ مل پاتے۔لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ بالخصوص نیکی کی دعوت دیتے وقت کوئی کتنا ہی غصہ دِلائے کیسا ہی دل دُکھائے، اپنی زبان ودل کو قابو میں رکھیں کیونکہ جب زبان بے قابو ہو جاتی ہے تو بعض اوقات بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے۔

ہے فلاح وکامرانی نرمی وآسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اَہلسنّت پَر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

خود اعتمادی

مُبلّغِ مدینہ حضرت سَیِّدُنا مُصْعَب بِنْ عُمَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیّبہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ میں بلا کی خود اعتمادی تھی اور آپ سامنے

والے کے مَنصَب وشخصیت سے بالکل مَرعوب نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آپ نے قبیلہ **بَنِی عَبد الاَشْہَل** کے عقلمند ودانا سردار حضرت اُسَیْد بن حُضَیْر کے بگڑے ہوئے تیور دیکھنے کے باوجود جب پراعتماد لہجے میں یہ فرمایا کہ "میرے پاس بیٹھ کر میری بات سن لیجئے! اگر سمجھ میں آجائے تو اسے مان لیجئے گا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم آپ کو مجبور نہیں کریں گے بلکہ (یہاں سے) چلے جائیں گے۔" تو آپ کی اس نرم مِزاجی اور خوداعتمادی نے ہی انہیں آپ کی بات سننے پر مجبور کر دیا تھا۔ لہٰذا انفرادی کوشش کے لئے بالخُصوص شخصیات سے ملاقات کرنے والے مُبلّغین کو یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے سامنے موجود شخصیت کتنے ہی بڑے عہدے پر کیوں نہ ہو وہ قلبی طور پر ہرگز ہرگز اس کے عُہدے یا مَنْصَب سے مَرعوب نہ ہوں اور نہ ہی کسی قسم کی احساسِ کمتری کا شکار ہوں بلکہ بھرپور خود اعتمادی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انفرادی کوشش کریں۔ مگر یاد رکھیں کہ ان کی انفرادی کوشش کے نتیجے میں اس شخصیت کے مدنی ماحول سے متاثر ہوجانے پر وہ خُود پسندی میں مبتلا ہونے کے بجائے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کریں جس نے ان کو انفرادی کوشش کی توفیق عطا فرمائی اور اس شخصیت کے دل میں مدنی ماحول کی محبت ڈالی۔

معاملہ فہمی

حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **انفرادی کوشش** کے واقعے سے یہ مدنی پھول بھی ملتا ہے کہ مبلغ کو معاملہ فہم ہونا چاہیے۔ یعنی جس طرح حضرت اُسَید بن حُضَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نیزہ تانے آتے دکھائی دیئے اور حضرت اَسْعد بن زُرارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معاملے کی نزاکت کا احساس دلایا تو آپ نے حضرت اسید بن حضیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سخت طرزِ عمل پر جس طرح گفتگو فرمائی اگر مبلغین اسے اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجالیں تو **اِنْ شَآءَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہر طرف نیکی کی دعوت کی دھومیں مچ جائیں گی۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 200 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**انفرادی کوشش**'' **صَفْحَہ** 135 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا معاملہ فہمی کے متعلق یہ فرمان نقل ہے کہ ''جس کو یہ گُر مل گیا کہ کہاں کیا بولنا ہے تو وہ کامیاب ہو گیا۔''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مبلغ کو معاملہ فہم ہونا چاہیے یعنی وہ جانتا ہو کہ کس وقت، کس سے کیا بات کرنی ہے؟ مثلاً آپ کی ملاقات کسی نئے اسلامی

بھائی سے ہوئی اوراس نے بتایا کہ میری ماں کوکینسر ہوگیا ہےاورآپ نے اس کی قلبی کیفیات کالِحاظ کئے بغیر اسے موت کے تصوُّر سے ڈرانا شروع کردیا کہ عنقریب موت آنے والی ہےاورتمہاری ماں تو بالکل قبر کے کنارے پہنچ چکی ہے وغیرہ وغیرہ تو اس قسم کی گفتگو کے بعد آپ کے بارے میں اس کے کیا تأثرات ہوں گے؟ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں بلکہ ہوسکتا ہے وہ زبان سے اظہار بھی کر ڈالے۔ اس لئے ایسے موقع پر غم خواری کرتے ہوئے افسوس کا اظہار کیجئے اور کچھ اس طرح سے اس کی غم خواری کیجئے: "اللّٰہ تعالیٰ آپ کی والدہ کو جلد اَز جلد شِفا عطا فرمائے، انہیں ہر آفت، دُکھ اور پریشانی سے بچائے۔ میں اجتماع میں بھی دُعا کروں گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ۔۔۔ بلکہ ہوسکے تو آپ بھی میرے ساتھ چلئے، دونوں بھائی مل کر دُعا کریں گے، اس کے علاوہ راہِ خدا میں سفر کرنے والوں کی دُعائیں جلد قبول ہونے کی بِشارت بھی دی گئی ہے، لہٰذا! آپ بھی کوشش کرکے مدنی قافلے میں سفر اختیار کیجئے اور ڈھیروں ثواب کے حُصول کے ساتھ ساتھ اپنی والدہ کی جلد صحت یابی کے لئے دُعا بھی کیجئے۔"

سونے چاندی سے زیادہ حسین نصیحتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم نے موقع محل کے مطابق گفتگو نہ کی تو ممکن ہے کسی بے موقع بات کی وجہ سے وہ اسلامی بھائی ہم سے دور ہو جائے اور

ہم فائدے کے بجائے نقصان کربیٹھیں۔لہٰذا ہمیں حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مَروی یہ پانچ نصیحتیں ہمیشہ یادرکھنی چاہئیں۔چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا مُجاہِد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: ''مجھے حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے پانچ ایسی نصیحتیں فرمائیں جوسونے اور چاندی سے زیادہ حَسین ہیں اوروہ یہ ہیں:

(۱)......لایعنی معاملے میں ہرگز گفتگو نہ کرنا کہ یہی سلامتی کے زیادہ قریب ہے اورخطاولَغْزِش سے بے خوف مت ہوجانا۔

(۲)......ضرورت کے معاملے میں بھی موقع ومحل دیکھے بغیر ہرگز گفتگومت کرنا کہ بسا اوقات اپنے فائدے کے معاملے میں موقع ومحل کا خیال کئے بغیر گفتگوکرنے والابھی شرمسار ہوجاتا ہے۔

(۳)......کسی بُرْدْبار سے بحث مُباحَثہ کرنا نہ کسی بے وقوف سے، کیونکہ بُرْدْبار شخص تجھے خوب تڑپائے گااور بے وقوف شخص اَذِیَّت پہنچائے گا۔

(۴)......جب تیراکوئی بھائی تیرے پاس موجودنہ ہوتواس کا ایسا تذکرہ کرنا جیسا کہ تو پسند کرتا ہے کہ وہ تیری عدم موجودگی میں تیرا تذکرہ کرے اوراس کی ہروہ خطاولَغْزِش مُعاف فرمادینا جس پرتم اپنے لئے اس کی جانب سے مُعافی کوپسند کرتے ہو۔

پھر ان میں کوئی جوان ہوگا تو کوئی بوڑھا۔ اور اسی بنا پر ان میں سے ہر ایک کی گفتگو، لباس، رہن سہن اور سوچ کا انداز جُداگانہ ہوتا ہے، لہٰذا! انہیں چاہئے کہ ہر ایک پر اس کی نفسیات کے مطابق انفرادی کوشش کریں اور یہ گُر سیکھنے کے لئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا، 41 دن کا مدنی انعامات و مدنی قافلہ کورس کرنا اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے بیانات و مدنی مذاکروں کو سننا بے حد مفید ہے۔

معاملہ فہمی کے حصول کی صورتیں

معاملہ فہمی سے مُراد چونکہ یہ جاننا ہے کہ کس سے کیسی اور کیا بات کرنی ہے؟ لہٰذا مبلغین پر لازم ہے کہ نیکی کی دعوت میں معاملہ فہمی کے ان دو بُنیادی عَناصِر کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں:

﴿1﴾……مخاطَب کون ہے؟

﴿2﴾……نیکی کی دعوت کیسی ہے؟ یعنی نیکی کی دعوت پیش کرنے سے پہلے خوب غور کرلیں کہ جن الفاظ سے نیکی کی دعوت پیش کر رہے ہیں وہ کیسے ہیں۔

ان دو عَناصِر کی بنا پر مبلغین کو معاملہ فہمی کے حُصول کے لیے جن باتوں پر عمل کرنا چاہئے آیئے ان کا جائزہ لیتے ہیں:

پھر ان میں کوئی جوان ہوگا تو کوئی بوڑھا۔ اور اسی بنا پر ان میں سے ہر ایک کی گفتگو، لباس، رہن سہن اور سوچ کا انداز جُداگانہ ہوتا ہے، لہٰذا! انہیں چاہئے کہ ہر ایک پر اس کی نفسیات کے مطابق انفرادی کوشش کریں اور یہ گُر سیکھنے کے لئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا، 41 دن کا مدنی انعامات و مدنی قافلہ کورس کرنا اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے بیانات و مدنی مذاکروں کو سننا بے حد مفید ہے۔

معاملہ فہمی کے حصول کی صورتیں

معاملہ فہمی سے مُراد چونکہ یہ جاننا ہے کہ کس سے کیسی اور کیا بات کرنی ہے؟ لہٰذا مبلغین پر لازم ہے کہ نیکی کی دعوت میں معاملہ فہمی کے ان دو بُنیادی عَناصِر کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں:

{1}......مخاطَب کون ہے؟

{2}......نیکی کی دعوت کیسی ہے؟ یعنی نیکی کی دعوت پیش کرنے سے پہلے خوب غور کرلیں کہ جن الفاظ سے نیکی کی دعوت پیش کررہے ہیں وہ کیسے ہیں۔

ان دو عَناصِر کی بنا پر مبلغین کو معاملہ فہمی کے حُصول کے لیے جن باتوں پر عمل کرنا چاہئے آیئے ان کا جائزہ لیتے ہیں:

(1)........مُخَاطَب کون ہے؟

مُراد یہ ہے کہ آپ جس کو نیکی کی دعوت پیش کر رہے ہوں اس کی حیثیت و کیفیت اور قابلیت وغیرہ کو مدِنظر رکھیں۔

مخاطب کی طبیعت کا خیال رکھنا

مخاطَب کی طبِیعَت کا خیال رکھا جائے کہ کہیں اس کی طبیعت میں اس وقت چِڑ چِڑا پَن تو نہیں؟ یا وہ اعتراض اور نکتہ چینی کی طرف مائل تو نہیں؟ یا کہیں وہ غصے میں بھرا ہوا تو نہیں؟ یا وہ غیر سنجیدہ تو نہیں؟ کیونکہ ان حالتوں میں پیش کی گئی نیکی کی دعوت کے نتیجہ خیز ہونے کا امکان بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

مخاطب اگر چِڑ چِڑے پن کا شکار ہو یا اعتراض اور نکتہ چینی پر آمادہ ہو تو اس وقت مبلغ کے لیے بہتر یہ ہے کہ مناسب موقع کے انتظار میں فوراً وہاں سے ہٹ جائے اور جب کبھی کسی دوسرے موقع پر مخاطَب انتشارِ ذہنی وغیرہ کا شکار نہ ہو تو اس وقت حق بات بیان کرنے میں دیر نہ کرے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں پڑتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے جب تک اور بات میں پڑیں اور جو کہیں تجھے

الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ وَ مَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ (پ۷، الانعام: ۶۸، ۶۹)

شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ اور پرہیزگاروں پر ان کے حساب سے کچھ نہیں ہاں نصیحت دینا شاید وہ باز آئیں۔

مُفَسِّرِ شَہیر، حکیمُ الامَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان تفسیرِ نعیمی میں ان آیاتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اے مسلمان! جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو آیاتِ قرآنیہ یا محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُعْجِزات یا حُضور کی ذاتِ گرامی کا مذاق اڑانے، دل لگی کرنے میں مَشْغول ہیں تو تو ان کے پاس نہ تو بیٹھ، نہ ان کی اس حرکت میں کسی طرح شرکت کر، نہ ان کی اس گفتگو کو رغبت سے سن، بلکہ یا انہیں اس حرکت سے روک دے یا وہاں سے چلا جا جب تک وہ یہ ذکر چھوڑ کر دوسری بات شروع نہ کر دیں تب تک ان سے دور رہ۔ اگر کبھی تجھے شیطان ہمارا یہ حکم بھلا دے اور تُو بھول کر وہاں بیٹھ جائے تو ہماری یہ مُمانَعَت یاد آجانے پر فوراً وہاں سے ہٹ جا، ایک آن کے لیے اب وہاں نہ بیٹھ کہ وہ قوم ظالم ہے، ان کے ساتھ نشست و برخاست کرنے والا بھی ظالم ہے۔ ہاں! جو مسلمان کسی وجہ سے وہاں بیٹھنے، وہاں جانے پر مجبور ہوں تو ان کفار کا حساب ان مجبوروں سے نہ لیا جائے گا اور یہ مجبور مسلمان گنہگار نہ ہونگے مگر خیال

رکھنا کہ مجبوری کا بہانہ نہ بنانا، دل سے ان کی طرف رغبت نہ کرنا بلکہ ایسی مجبوری میں بھی بقدرِ طاقت انہیں نصیحت کرنا، ان کے اس عمل کی بُرائی ظاہر کرنا اس اُمّید پر کہ شاید یہ لوگ ان حرکتوں سے باز آجائیں، خدا توفیق دے تو مسلمان ہو جائیں اس صورت میں تجھے اجر و ثواب ملے گا۔ ①

مخاطب کی حیثیت و مرتبہ کا خیال رکھنا

مخاطَب کی حیثیت اور اس کے سیاسی و معاشرتی مقام و مرتبہ کو بھی ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے، کیونکہ ایسے لوگ عزت افزائی کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں۔ اگر مبلغ ان کے مقام و مرتبہ کو پیشِ نظر نہ رکھے گا تو ممکن ہے کہ شیطان اسے گمراہ کر دے اور حق بات سننے سے روک دے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ و ہارون عَلَیْہِمَا السَّلَام کو جب فرعون کی طرف بھیجا گیا تو نرم لب و لہجہ اختیار کرنے کی تاکید کی گئی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى ﴿۴۴﴾ (پ ۱۶، طٰہٰ: ۴۳، ۴۴)

ترجمۂ کنز الایمان: دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک اس نے سر اٹھایا۔ تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

---

①……تفسیرِ نعیمی، ج ۷، ص ۴۶۴

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی اپنے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی تربیت اسی اصول پر فرمائی اور فرمایا: **اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ** یعنی لوگوں سے ان کے مقام ومرتبہ کے مطابق سلوک کرو۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بنی عبدالاشہل کے سرداروں سے جب ان کے مقام ومرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے نرم لہجے میں بات کی اور دینِ حق کی دعوت پیش کی تو وہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

لہٰذا پوری دنیا میں نیکی کی دعوت کی دھومیں مچانے کے لیے مبلغین پر لازم ہے کہ اپنے مخاطب کے مقام ومرتبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے بھرپور طریقے سے نیکی کی دعوت پیش کریں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین ومِلّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کے متعلق مروی ہے کہ آپ مخاطب کے مقام ومرتبہ کا بہت زیادہ لحاظ فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ **سجادہ نشین** سرکارِ کلاں مارہرہ شریف **حضرت مہدی حَسَن میاں** رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں جب بریلی شریف آتا تو **اعلیٰ حضرت** خود کھانا لاتے اور ہاتھ دُھلاتے۔ ایک مرتبہ میں نے سونے کی **انگوٹھی** اور چھلے پہنے ہوئے تھے، حسبِ دستور جب ہاتھ دُھلوانے لگے تو فرمایا: ''شہزادہ حضور! یہ انگوٹھی اور چھلّے مجھے دے دیجئے!''

میں نے اُتار کر دے دیئے اور بمبئ چلا گیا۔ بمبئ سے مارہرہ شریف واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا: ''ابا حُضور! بریلی شریف کے مولانا صاحب (یعنی اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ) کے یہاں سے پارسل آیا تھا، جس میں چھلّے انگوٹھی اور ایک خط تھا جس میں یہ لکھا تھا: ''شہزادی صاحبہ یہ دونوں طِلائی اَشیا آپ کی ہیں (کیونکہ مَردوں کو ان کا پہننا جائز نہیں)'' [1]

مخاطب کی ذہنی صلاحیت کا خیال رکھنا

مبلغین پر نیکی کی دعوت پیش کرتے ہوئے مخاطَب کی ذہنی صلاحیتوں کو مد نظر رکھنا بھی بہت ضروری ہے، جیسا کہ حضرت سَیِّدُ نا **اُسید بن حُضَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق مَروی ہے کہ وہ بڑے عقلمند تھے لہٰذا جب حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے یہ فرمایا کہ ''میرے پاس بیٹھ کر میری بات سن لیجئے! اگر سمجھ میں آجائے تو اسے مان لیجئے گا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم آپ کو مجبور نہیں کریں گے بلکہ چلے جائیں گے۔'' تو انہوں نے سوچا اگر اس طرح معاملہ حل ہوسکتا ہے تو زیادہ بہتر ہے، پس کلامِ الٰہی کے میٹھے میٹھے بول سنتے ہی سرِ تسلیم خم کر دیا۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک اَعْرابی (دیہاتی) نے

---

[1]......حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۰۵

حُضور نبئ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: میری بیوی کے شِکَم سے ایک بچّہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں، اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ بچّہ میرا نہیں ہے۔ اَعْرابی کی یہ بات سن کر آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اس سے دریافت فرمایا: **هَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ؟** کیا تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ بولا: جی ہاں! میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے پوچھا: **فَمَا اَلْوَانُهَا؟** ان کے رنگ کیسے ہیں؟ بولا: ان کے رنگ سُرخ ہیں۔ تو آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے مزید پوچھا: کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں؟ عرض کی: جی ہاں! کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ دریافت فرمایا: **فَاَنّٰی اَتَاهَا؟** وہ کہاں سے آئے یعنی سرخ اونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں سے پیدا ہو گئے؟ عرض کی: **یا رسول اللّٰه** صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! میرے سرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا۔ اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔ اس لئے سرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہو گیا۔ یہ سن کر آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح ممکن ہے تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کالے رنگ کا ہوا ہو اور اس کی رگ نے

تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنالیا ہو اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہوگیا۔ ①

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمل سے بھی معلوم ہوا کہ گفتگو مخاطَب کی ذِہنی صلاحیتوں کے مطابق ہو تو اثر رکھتی ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھی یہی درس دیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ **اُمِرْنَا اَنْ نُّکَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِہِمْ** یعنی ہمیں لوگوں کی عقلوں کے مطابق بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ②

مخاطب کی ذہنی صلاحیت کے مطابق اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوشش

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نماز کے بعد دہلی (ھند) کی ایک مسجد میں مَشْغولِ وظیفہ تھے۔ ایک صاحب آئے اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگے۔ جب تک قیام میں رہے مسجد کی دیوار کو دیکھتے رہے، رُکوع میں بھی سر اُوپر اٹھا کر سامنے دیوار ہی کی طرف نظر رکھی۔ جب وہ نماز سے فارِغ ہوئے تو اس وقت تک اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت بھی اپنا وظیفہ مکمل کر چکے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں اپنے پاس

---

[۱] ……بخاری، کتاب الطلاق، باب اذا عرض بنفی الولد، الحدیث: ۵۳۰۵، ج ۳، ص ۴۹۷

[۲] ……فردوس الاخبار، الحدیث: ۱۶۱۴، ج ۱، ص ۲۲۹

بلا کر شرعی مسئلہ سمجھایا کہ نماز میں کس کس حالت میں کہاں کہاں نگاہ ہونی چاہیے۔ پھر فرمایا: بحالتِ رُکوع نگاہ پاؤں پر ہونی چاہیے۔ یہ سنتے ہی وہ صاحب قابو سے باہر ہوگئے اور کہنے لگے: واہ صاحب! بڑے مولانا بنتے ہو، نماز میں قبلہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے اور تم میرا منہ قبلہ سے پھیرنا چاہتے ہو! یہ سن کر اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ان کی سمجھ کے مطابق کلام کرتے ہوئے فرمایا: پھر تو سجدے میں بھی پیشانی کے بجائے ٹھوڑی زمین پر لگائیے! یہ حکمت بھرا جملہ سن کر وہ بالکل خاموش ہوگئے اور ان کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ قبلہ رُو ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اوّل تا آخر قبلہ کی طرف منہ کرکے دیوار کو دیکھا جائے، بلکہ صحیح مسئلہ وہی ہے جو اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے بیان فرمایا۔ (1)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اعلیٰ حضرت پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے مشہور مَقُولے **کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ** یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔ پر عمل کرتے ہوئے جب ایک عام شخص سے اس کی عَقْل کے مطابق کلام کیا تو آپ کی زبان سے نکلے ہوئے حکمت بھرے ایک جملے نے بَرَسہا بَرَس سے نماز میں غَلَطی کرنے والے کی لمحہ بھر میں اِصلاح فرما

---

(1)......حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص ۳۰۴

دی۔ چنانچہ ''اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش'' کرنے والے مُبلّغین کو چاہیے کہ اس مَدَنی پھول کو اپنے دل کے مَدَنی گلدستے میں سجا کر اسلامی بھائیوں کو دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں، ہفتہ وار اِجتماعات وغیرہ میں شرکت کروانے کے لئے اِنفرادی کوشش کریں، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کامیابی ان کے قدم چُومے گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شکوک وشبہات دور کرنا

مبلغین پر لازم ہے کہ اگر مخاطَب کے ذہن میں کچھ شکوک وشبہات ہوں یا کوئی غلط فہمی ہو تو پہلے اس کی ذہنی صلاحیتوں کے مطابق دلائل سے انہیں دور کیا جائے یا اندازِ گفتگو ایسا اختیار کیا جائے کہ یہ خود بخود دور ہو جائیں۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُ نا **اُسَید بن حُضَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب حضرت سَیِّدُ نا **اَسْعَد بِن زُرَارَہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِن عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے غصے سے بھرے لہجے میں یہ فرمایا کہ ''تم دونوں یہاں کس لئے آئے ہو؟ تمہیں ہمارے کمزوروں کو وَرغَلانے اور اپنے دین سے بہکانے کی اجازت کس نے دی؟ اگر جان پیاری ہے تو اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔'' تو اس وقت وہ اسلام کی حقّانیت

سے واقف نہ تھے۔ پھر جب حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِن عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے میٹھے میٹھے لہجے میں انہیں حقیقت سے آگاہ کیا تو وہ مسلمان ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت کی غیر مسلم پر انفرادی کوشش

مولانا سیِّد ایوب علی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ قبلِ ظہر حضرت اُستاذُ العُلما مولانا مولوی حکیم نعیم الدین مُرادآبادی وحضرت مولانا مولوی رحم الٰہی (مدرس مدرسہ منظر الاسلام بریلی) رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا اعلیٰ حضرت مُجدِّدِ دین ومِلّت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک آریہ (یعنی ہندو) آیا اور کہنے لگا: میرے چند سوالات ہیں، اگر ان کے جوابات دے دیئے گئے تو میں اور میرے بیوی بچے سب مسلمان ہوجائیں گے۔ چونکہ اذان ہوچکی تھی، نہ معلوم اس کے جوابات میں کتنا وقت صرف ہوگا؟ یہ سوچ کر اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا: ہماری نماز کا وقت ہے، ٹھہر جاؤ، اس کے بعد جو سوال کروگے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ جواب دیا جائے گا۔ وہ کہنے لگا: ایک سوال تو یہی ہے کہ آپ کے یہاں عبادت کے پانچ وقت کیوں مقرر ہیں؟ پرمیشر کی عبادت جتنی بھی کی جائے اچھا ہے۔ مولانا نعیم الدین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یہ اعتراض تو خود تمہارے اوپر بھی وارد ہوتا ہے۔ مولانا رحم الٰہی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

نے فرمایا: میرے پاس (تمہارے مذہب کی کتاب) ستیارتھ پرکاش مکان پر موجود ہے، ابھی منگوا کر دکھا سکتا ہوں۔

الغرض طے پایا کہ جب تک کتاب آئے، نماز پڑھ لی جائے، وہ آریہ اتنی دیر پھاٹک پر بیٹھا رہا۔ نماز کے بعد اس نے مندرجہ ذیل سوالات پیش کئے:

۞...... قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوا؟ ایک دم کیوں نہ آیا جبکہ وہ خدا کا کلام ہے، خدا تو قادِر تھا کہ ایک ساتھ اُتار دیتا۔

۞...... آپ کے نبی کو معراج کی رات خدا نے بلایا تو پھر انہیں دنیا میں واپس کیوں کیا؟ وہ تو اسے محبوب تھے؟

۞...... عبادت پانچ وقت کے متعلق ستیارتھ پرکاش کی عبارت دیکھنا مَشْروط ہوئی۔

مذکورہ بالا سوالات سن کر اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے فرمایا: میں تمہارے سوالوں کے جواب ابھی دیتا ہوں، مگر تم نے جو وعدہ کیا ہے اس پر قائم رہو۔ اس نے کہا: ہاں! میں پھر کہتا ہوں کہ اگر میرے سوالات کے جوابات آپ نے مَعْقول دے دیئے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا اور بیوی بچوں کو بھی لا کر مسلمان کرا دوں گا۔ جب خوب قول وقرار اور پختہ وعدہ کرا لیا تو آپ نے فرمایا: پہلے سوال کا تو جواب یہ ہے کہ جو شے عین ضرورت کے وقت دستیاب ہوتی ہے اسکی

وقعت دل میں زیادہ ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو بتدریج (یعنی درجہ بدرجہ) نازل فرمایا۔

پھر فرمایا: انسان بچہ کی صورت میں آتا ہے، پھر جوان ہوتا ہے، پھر بوڑھا، اللہ تعالیٰ تو قادر تھا بوڑھا ہی کیوں نہ پیدا فرمایا؟

پھر فرمایا: انسان کھیتی کرتا ہے، پہلے پودا نکلتا ہے، پھر کچھ عرصہ بعد اس میں بالی آتی ہے، اس کے بعد دانہ برآمد ہوتا ہے، وہ تو قادر تھا کہ ایک دم غَلّہ کیوں نہ پیدا فرمایا۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش آ گئی جس میں حسبِ ذیل عبارتیں موجود تھیں:

- ...... باب تیسرا (تعلیم) پندرہواں ہیڈنگ: "اگنی ہوتر (یعنی پوجا) صبح شام دو ہی وقت کرے۔"

- ...... باب چوتھا (خانہ داری) ۶۳ ہیڈنگ: سندھیا (ہندوؤں کی صبح وشام کی عبادت) دو ہی وقت کرنا چاہئے۔

ان عبارات کو سن کر اس آریہ کے لئے قائل ہونے کے سوا چارہ ہی کیا تھا؟ لہٰذا! اعتراف کرتے ہوئے معراج شریف والے سوال کا جواب چاہا۔ اس کی نسبت اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ارشاد فرمایا: اسے یوں سمجھو کہ ایک

بادشاہ اپنی مملکت کے انتظام کے لئے ایک نائب مقرر کرتا ہے، وہ صوبہ دار یا نائب بادشاہ کے حسبِ منشا خدمات انجام دیتا ہے، بادشاہ اس کی کارگزاریوں سے خوش ہوکر اپنے پاس بلاتا ہے اور انعام وخِلْعَتِ فاخِرہ عطا فرماتا ہے نہ یہ کہ اسے بُلاکر مُعَطّل کردیتا ہے اور اپنے پاس روک لیتا ہے۔

یہ سن کر اس نے کہا کہ آپ نے میری پوری تشفی فرمادی اور میری سمجھ میں خوب آگیا، میں ابھی جا کر بیوی اور بچوں کو لاتا ہوں اور خود مسلمان ہوتا ہوں، ان کو بھی مسلمان کراتا ہوں۔ ①

سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ! **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے کہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے کیسے پیارے انداز میں مخاطَب کی ذہنی صلاحیتوں کے مطابق اس کے اسلام کے متعلق شکوک وشبہات دور فرمائے کہ وہ اپنے بیوی بچوں سمیت مسلمان ہوگیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت **پر رحمت** ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اور اے کاش! اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے صدقے ایسی گفتگو کا سلیقہ ہم سب کو بھی عطا ہو۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

① ……حیات اعلی حضرت، حصہ اوّل، ص ۲۸۷

(2) ...... نیکی کی دَعْوَت کیسی ھے؟

معاملہ فہمی کے حُصول کے لیے دوسری اہم اور بنیادی شے یہ ہے کہ مُبلّغین اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کی پیش کردہ نیکی کی دعوت کیسی ہے؟ لہٰذا انہیں چاہیے کہ اس سلسلے میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سکھائے ہوئے طریقۂ دعوت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں۔ چنانچہ دعوت کی اہمیت (اَہم۔می۔یت) یعنی قدرومنزلت اورضرورت کا اندازہ اِس بات سے لگایئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خود اپنے محبوبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آدابِ دعوت اِرشادفرمائے ہیں۔جیسا کہ پارہ 14 سورۂ نحل کی آیت نمبر 125 میں ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ (پ۱۴، النحل:۱۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکّی تدبیراوراچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ہمارے پیارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں احسن طریقے سے دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے کی تلقین فرمائی ہے، ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَخلاقِ حَسَنہ اور اندازِ

حُسنِ تبلیغ کو دیکھئے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پروردگار کی عطا کردہ توفیقِ مَوْعِظہ حَسَنہ سے وَحْشَت و بَربَرِیَّت سے لبریز خونریز انسانِ بدتر اَز حیوان کو کس طرح انسانیت کے بلند و بالا منصب پر فائز فرما دیا۔ ہمارے آقا بگڑے ہوؤں کی کس حسنِ تدبیر سے تقدیر کو بدلتے تھے اس کی ایک حسین جھلک ملاحظہ ہو۔

مجھے گناہ کی اجازت دیجئے

ایک نوجوان ہم غمزدوں کے دلوں کے چین، سرورِکونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: **یا رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔ یہ سنتے ہی تمام صحابۂ کرام جلال میں آ گئے اور اسے مارنا چاہا تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس کو مت مارو۔ پھر اس کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور نہایت ہی نرمی کے ساتھ فرمایا: اے نوجوان مرد! کیا تجھے پسند ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے ایسا فعل کرے؟ اس نے عرض کی: میں اس کو کس طرح رَوا (جائز ومباح) رکھ سکتا ہوں؟ تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: پھر دوسرے لوگ تیرے بارے میں اس کو کس طرح رَوا رکھ سکتے ہیں؟ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: تیری بیٹی سے اگر ایسا کرے تو کیا تو اس کو پسند کرے گا؟ عرض کی: جی نہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر پوچھا کہ تیری بہن سے اگر کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کرے یا پھر خالہ سے؟ اسی طرح آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ایک رشتے کے متعلق سوال فرمایا اور وہ کہتا رہا مجھے پسند نہیں اور لوگ بھی رضا مند نہیں۔ تب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: یاالٰہی! اس کے دل کو پاک فرمادے اور اس کی شرمگاہ کو بچالے اور اس کا گناہ بخش دے۔ اس کے بعد وہ شخص تمام عمر زِنا سے بیزار رہا۔ ①

اِجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد
اِجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے کہ حُضور نبی پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانِ حق ترجُمان

---

① ......مسند احمد، الحدیث: ۲۲۲۷۴، ج ۸، ص ۲۸۵

سے نکلا ہوا ہر ایک لفظ اس نوجوان کو جھنجھوڑنے کے لیے کافی تھا اور پھر آپ کی دعا کی برکت سے وہ نوجوان ہمیشہ کے لیے اس فعلِ بد سے تائب ہو گیا۔ لہٰذا مبلغین پر بھی لازم ہے کہ انفرادی کوشش کے دوران ایسے الفاظ کا انتخاب فرمائیں جو نہ صرف مخاطَب کے جگر میں تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہو جائیں بلکہ اسے گناہوں بھرے ماحول سے نکال کر قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول سے وابستہ بھی کر دیں اور وہ ہاتھوں ہاتھ مدنی قافلوں کا مسافر بن جائے یا پھر مسافر بننے کی نیت کرلے۔

سَیِّدُنا مُصْعَب بِن عُمَیر کے دیگر اوصافِ حمیدہ

زُہد و تقویٰ

حضرت سَیِّدُ نا سَعد بن ابی وقّاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُصاحَبت میں رہتے ہوئے ہم پر رَنج واَلَم کے زہر آلود تیر برسے لیکن ہم نے انہیں **اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کی ڈھال پر لے لیا۔ حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قبولِ اسلام سے پہلے سونے

کے چمچ سے کھانے اور انتہائی قیمتی لباس پہننے والے نوجوان تھے، مگر قبولِ اسلام کے بعد انہوں نے زہد وتقویٰ کے آبخورے خوب بھر بھر کر پیے اور اس قدر مشقتیں برداشت کیں کہ میں نے دیکھا ان کی کھال سانپ کی کینچلی (سانپ کی جلد پر سفید جالی نما شفاف جھلی) کی طرح جسم سے جدا ہو رہی تھی۔ ①

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سونا بھٹّی سے گزرنے کے بعد جس طرح کُنْدَن ہو جاتا ہے اسی طرح حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی راہِ خدا میں ہر قِسم کے مَصائب و آلام سہنے کے سبب استِقامت کا پہاڑ بن چکے تھے۔ دینِ مَتِین کی خاطِر تکالیف سہنا ان کے حق میں گویا موسم بہار کا آنا تھا۔

بارگاہِ رسالت میں پذیرائی

دنیاوی عیش وعشرت کی سحر انگیزیوں کو پرِ کاہ (گھاس کے تنکے) کے برابر بھی نہ سمجھنے والے اور ابدی نعمتوں کے حُصول کی خاطر صحرا کے خاروں (کانٹوں) کو گلے لگانے والے حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی بے شمار خوبیوں کے ساتھ ساتھ زہد وتقویٰ کی بنا پر بارگاہِ رسالت میں انتہائی مقبول تھے، ایک مرتبہ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اختیاری فقر وفاقہ کا عالَم دیکھ کر چشمانِ

---

① ……اسد الغابۃ، باب مصعب بن عمیر، ج۵، ص ۱۹۱

سرکار بھی اشکبار ہوگئیں۔ چنانچہ،

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ ہم ایکبار سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مسجد میں حاضر تھے، اچانک **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، جن کی حالت یہ تھی کہ پورا جسم ڈھانکنے کے لئے مناسب لباس مُیَسَّر نہ تھا بلکہ ایک ہی چادر سے جسم پوشی کی کوشش فرما رہے تھے اور اس پر بھی جگہ جگہ چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے، اپنے جانثار کے اسلام قبول کرنے سے پہلے کی **عَیش و تَنَعُّم** والی زندگی یاد کرکے اور موجودہ فقیرانہ وزاہدانہ حالت ملاحظہ فرما کر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشمانِ کرم اَشک بار ہوگئیں۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قسمت پر ہزاروں جانیں قربان! جن کے پھولوں کی سیج پر گزرے ہوئے ماضی کو یاد کرکے سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشمانِ کرم بھی اشکبار ہوگئیں۔

---

[1] ……ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، الحدیث: ۲۴۸۴، ج ۴، ص ۲۱۵

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الامّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا گزشتہ عیش کا زمانہ یاد فرمایا تو رو پڑے یا ان پر رحم فرماتے ہوئے یا ان کے ترکِ دنیا اور آخرت کے درجات پر خوشی سے روئے۔ پہلا احتمال زیادہ قوی ہے۔ خیال رہے کہ حُضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ترکِ دنیا پر حضرت عمر روئے تو حُضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں رونے سے منع فرمادیا وہ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا صبر ہے اور یہاں حضرت مصعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر خود روئے یہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رحمت ہے۔ [1]

کافر ہے مسلماں تو نہ شاہی نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اخلاقِ حمیدہ کی گواہی

حضرت سَیِّدُنا عامر بن رَبیعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا

[1]......مرآۃ المناجیح، کتاب الرقاق، ج ۷، ص ۱۷۰

مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام لانے سے لے کر شہید ہونے تک میرے سب سے بہترین دوست تھے، ہم نے حبشہ دونوں مرتبہ اکٹھے ہی ہجرت کی وہ ہر جگہ میرے رفیق رہے اور میں نے ان سے بڑھ کر حُسْنِ اَخلاق کا پیکر کسی کو نہ دیکھا اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کسی کو وعدہ پورا کرنے والا پایا۔ ①

بدر و اُحد میں شرف علمبرداری

رمضان المبارک ۲ ہجری بمطابق مارچ ۶۲۴ء میں میدانِ بدر میں جب اسلامی لشکر کی صفیں دُرست ہو گئیں تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لشکرِ اسلام کی علمبرداری کا فریضہ سونپا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرورِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی منشا کے مطابق پرچمِ اسلام کو اٹھا کر اس کی مخصوص جگہ گاڑ دیا اور اس کی حفاظت کرنے لگے۔ ②

اسی طرح شوال المکرم ۳ ہجری بمطابق مارچ 625ء میں جب دونوں لشکر میدانِ اُحد میں آمنے سامنے ہوئے تو ایک طرف ابوسفیان اپنے لشکر کی صفیں

---

[۱]……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج۳، ص۸۷

[۲]……المغازی للواقدی، ج۱، ص۵۲

درست کرنے کے بعد بنوعبد الدار کے نوجوانوں کا جذبۂ بہادری ابھارتے ہوئے بولا: اگر کسی قوم کا پرچم جنگ کے دوران سرنگوں ہوجائے تو پھر قوم کا میدانِ جنگ میں جما رہنا ممکن نہیں، لہٰذا اے بنوعبد الدار کے نوجوانو! ہمارے پرچم کی حفاظت کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ ابوسفیان کی یہ بات بنوعبد الدار کے نوجوانوں کے خون کو گرما گئی اور وہ بپھر کر بولے: اے ابوسفیان! کیا یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم اپنے پرچم کو دشمن کے حوالے کر دیں گے؟ ایسا ہرگز نہ ہوگا تم خود دیکھ لو گے ہم اس کی حفاظت میں گردنیں کٹا دیں گے۔ پھر وہ نیزے تان کر پرچم کے گرد حِصار باندھ کر کھڑے ہو گئے کہ کسی کو اس کے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں گے۔

اِسی اَثنا میں سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی مَردانِ خدا کی صَفوں کو دُرُست فرما چکے تھے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: مُشرکینِ مکّہ کا عَلَمبَردار کون ہے؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی گئی: بنوعبد الدار۔ پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ہم ان سے زیادہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنا پرچم بنو عبد الدار کے حوالے کریں۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام لے کر پکارا: **اَیْنَ مُصْعَبْ بِنْ**

عُمَیرٍ؟ کہاں ہیں مصعب بن عمیر؟ یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی پکار کے انتظار میں تھے کہ کب ان کے آقا انہیں اس خدمت کے لیے آواز دیں۔ چنانچہ فوراً حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی: **یا رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں حاضر ہوں۔ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں مہاجرین کی عَلَمبرداری کا شرف پانے کی نوید دی تو وہ یہ سعادت حاصل ہونے پر خوشی سے پھولے نہ سمائے اور انہوں نے پرچمِ اسلام کو تھام کر سرورِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے مخصوص جگہ نصب کر دیا۔ (1)

امام محمد بن یوسف صالحی شامی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۹۴۲ھ) **سُبُلُ الْھُدیٰ وَ الرَّشَاد** میں فرماتے ہیں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین کا عَلَم امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے لے کر حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حوالے کر دیا۔ (2)

آقا پر جان قربان کر دی

حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے میدانِ احد میں

---

(1) ...... المغازی للواقدی، ج ۱، ص ۲۲۰

(2) ...... سبل الھدیٰ والرشاد، ج ۴، ص ۱۹۰

جس بہادری و شُجاعت کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ میں سُنہری حُروف سے رقم ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ جب میدانِ اُحد میں کُفّارِ مکّہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے اور مسلمان فتح کی خوشی سے سرشار مالِ غنیمت اکٹھا کرنے کے لیے اپنی مخصوص جگہوں سے ہٹ گئے تو انہیں غافل پا کر بھاگتے ہوئے مشرکین نے اچانک پلٹ کر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو ناقابلِ تلافی نقصان بھی پہنچا۔ اس اَبتری واَفراتفری کے عالَم میں بعض صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے دشمنانِ اسلام کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دور رکھنے کے لیے بہادری و جانثاری کی ایسی عظیم مثالیں قائم کیں کہ چشمِ فلک آج بھی حیران اور دُنیا انگشت بدنداں ہے کیونکہ جانثارانِ مصطفٰے عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گِرد سیسہ پلائی دیوار کھڑی کر دی اور کُفّارِ مکّہ کو عملی طور پر بتا دیا کہ وہاں تک جانے سے پہلے ہماری لاشوں پر سے گزرنا ہوگا۔ چنانچہ،

جان دیدی مگر پرچم اسلام پر آنچ نہ آنے دی

حضرت محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بصری المعروف ابن سعد رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ (متوفی ۲۳۰ھ) **الطبقات الکبریٰ** میں فرماتے ہیں کہ اسلامی لشکر میں اَبتری

پھیلی مگر حضرت **سَیِّدُ نا مُصعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ثابت قدم رہے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کفارِ مکہ کے بڑھتے ہوئے لشکر پر ٹوٹ پڑے تو بد بخت ابن **قَمِیئہ**① نے موقع پا کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس دستِ اقدس پر تلوار سے وار کیا جس میں پرچم تھا، وہ ہاتھ کٹ کر گرا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پرچم دوسرے ہاتھ سے تھام لیا، اس بد بخت نے اس ہاتھ کو بھی جسم سے جدا کر دیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پھر بھی پرچمِ اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا بلکہ اپنے کٹے ہوئے بازوؤں کے حصار میں لے لیا، پھر اس دشمنِ اسلام نے آخری وار کرتے ہوئے نیزہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سینے میں پرو دیا اور یوں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جامِ شہادت نوش فرما گئے۔تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے باپ شریک بھائی حضرت ابوروم بن عمیر② رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور بنو عبد الدار کے حضرت **سُوَیْبط بن سعد بن حَرْمَلَہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آگے بڑھ کر فوراً پرچمِ اسلام کو تھام لیا

---

①……یہ بد بخت ابن قمیئہ وہی ہے جس نے اسی غزوہ میں چہرۂ مصطفےٰ پر وار کر کے اسے زخمی کر دیا تھا۔

②……حافظ ابن عساکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوروم بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت مصعب بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے باپ شریک بھائی تھے، ان کا شمار اولین اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام میں ہوتا ہے، یہ دوسری ہجرتِ حبشہ میں شریک ہوئے۔ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ (تاریخ مدینہ دمشق، ج ۶۰، ص ۳۴۶)

اور اسے سَرنِگوں نہ ہونے دیا۔ پھر یہ پرچم مدینہ واپسی تک حضرت ابوروم بن عمیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ہی رہا۔ ①

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کے بعد پرچمِ اسلام کو سرنگوں ہونے سے بچانے کے لیے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شکل میں ایک فرشتے نے آگے بڑھ کر تھام لیا۔ اور **المصنف لابن ابی شیبہ** میں ہے کہ غزوۂ اُحد کے دن سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مصعب! آگے بڑھو! تو حضرت سَیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید نہیں ہوگئے؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں! وہ تو شہید ہوچکے ہیں مگر ان کی شکل وصورت میں ایک فرشتہ ان کی جگہ کھڑا ہوا ہے جس کا نام بھی مصعب ہی ہے۔ ②

باہمت زوجہ

مروی ہے کہ حضرت سیِّدَتُنا حَمنہ بنت جَحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے غزوۂ اُحد

---

① ……الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج۳، ص ۸۹

② ……مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب المغازی، ھذا ما حفظ ابوبکر فی اُحد، الحدیث: ۲۹، ج۸، ص ۴۸۹ مفھوما

میں زخمیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری بڑی بہادری سے سرانجام دی۔ جب رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو جنگ کے خاتمہ کے بعد میدانِ اُحد کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے حمنہ! اپنے عزیز کی شہادت پر صبر کر اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ثواب کی امید رکھ۔ عرض کی: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کس نے مرتبۂ شہادت پایا ہے؟ فرمایا: تمہارے ماموں سیدنا حمزہ شہید ہو گئے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ہم اللّٰہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ کہا اور ان کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے ہوئے عرض کی: انہیں شہادت مبارک ہو۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر پہلے کی طرح صبر کی تلقین فرمائی تو عرض کی: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اور کون شہید ہوا ہے؟ فرمایا: تمہارا بھائی **عبد اللّٰہ** بن جحش۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" پڑھا اور ان کے لیے بھی مغفرت و رحمت کی دُعا کرتے ہوئے عرض کی: انہیں بھی جنّت مبارک ہو۔ اور جب سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تیسری مرتبہ صبر کا دامن تھامے رہنے پر اجر و ثواب کی نصیحت فرمائی تو عرض کی: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اور کون شہید ہوا ہے؟ اس بار آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب یہ بتایا کہ ان کے

شوہر حضرت سَیِّدُ نا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی مرتبۂ شہادت پر فائز ہو گئے ہیں تو یہ اَنْدوہناک خبر سن کر ان کے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور وہ غم سے نڈھال ہو گئیں اور بے اختیار ان کے دلِ پُر درد سے ایک آہِ سرد الفاظ کا جامہ پہن کر کچھ یوں نکلی: ''**وَاحُزْنَاہ! ہائے افسوس!**'' تو سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **ایک عورت کے نزدیک جو مرتبہ شوہر کا ہوتا ہے وہ کسی دوسرے رشتے کا نہیں ہوسکتا۔** پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے دریافت فرمایا: اے حَمنہ! تو نے اپنے شوہر کی شہادت پر ہی یہ کیوں کہا؟ عرض کی: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے جب ان کی یتیم بچی کی پرورش کا خیال آیا جس کی بھاری ذمہ داری میرے ناتواں کندھوں پر آن پڑی ہے تو اسی خوف سے بے اختیار میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کرم فرماتے ہوئے حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولاد کو اپنی دعاؤں سے نوازا کہ یقیناً ان سے حُسْنِ سُلوک کیا جائے گا، پھر بعد میں جب حضرت سیِّدَتُنا حَمنہ بنت جَحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جنتی صحابی حضرت سَیِّدُنا طلحہ بن **عبید اللہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے نکاح فرمالیا تو وہ سب سے زیادہ حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیٹی کا خیال رکھا کرتے۔ ①

---

① ......المغازی للواقدی، ج ۱، ص ۲۹۱

قاتل کی عبرتناک موت

کتاب المغازی میں ہے کہ جب بدبخت **ابن قَمِیئہ** نے حضرت سَیِّدُنا **مُصعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کوشہید کیا تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اَبدی ذِلتوں کا حقدار قرار دیتے ہوئے کچھ یوں ارشاد فرمایا: **اَقْمَاہُ اللّٰہُ**" یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ذلیل و رسوا فرمائے۔ چنانچہ وہ بکری کا دُودھ دوہنے کے لیے اسے پکڑے ہوئے تھا کہ اچانک ایک بکری نے سینگ مار مار کر اس کا کچومر نکال دیا اور یوں وہ پہاڑوں کے درمیان مردہ حالت میں پایا گیا۔[1]

تکفین

ایک روز حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے کھانا رکھا گیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس دن روزے سے تھے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لذیذ نعمتیں دیکھیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کچھ یوں ارشاد فرمایا: **قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ وَ کَانَ خَیْرًا مِنِّی** یعنی حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید کر دیئے گئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ اوران کو ایک ایسی چادر میں کفنایا گیا کہ **اِنْ غُطِّیَ رَاْسُہٗ بَدَتْ رِجْلَاہُ** اگر سر کو چھپاتے تو پیر کھل جاتے

---

[1] ...... المغازی للواقدی، غزوہ احد، ج ۱، ص ۲۴۶

وَاِنْ غُطِّیَ رِجْلَاہُ بَدَا رَاْسُہٗ اور اگر پیروں کو چھپاتے تو سر کھل جاتا۔ ① اور ایک روایت میں حضرت **سَیِّدُنا خَبَّاب** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مَروی ہے کہ جب حضرت **سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سر ڈھکتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا۔ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم چادر سے ان کا سر ڈھانپ دیں اور پاؤں پر **اِذْخِر** (نامی ایک قسم کی خودرو گھاس) ڈال دیں۔ ②

تدفین

حضرت **سَیِّدُنا مُصْعَبْ بِنْ عُمَیْر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر مبارک سرکار کے حکم سے بنائی گئی اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تا قیامِ قیامت زمین کی گود میں آرام کرنے کے لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھائی حضرت سیدنا ابوروم بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیدنا عامر بن ربیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا **سُوَیبِط** بن سعد بن حرملہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قبر میں اتارا۔ ③

---

① ……السنن الکبری للبیھقي، کتاب الجنائز، باب الدلیل علی جواز التکفین فی ثوب واحد، الحدیث: ۶۶۸۳، ج۳، ص ۵۶۳

② ……بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا لم یجد کفنا، الحدیث: ۱۲۷۶، ج ۱، ص ۴۳۱

③ ……الطبقات الکبری لابن سعد، ج۳، ص ۹۰

انمول درس

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی راہِ خدا میں دی جانے والی قربانیوں پر صد کروڑ مرحبا! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام کی خاطر عیش بھری زندگی کو چھوڑا اور جہانِ فانی سے کوچ کے وقت عُشّاق کے لیے یہ **انمول درس دیا کہ جینا ہو تو ایسا اور مرنا ہو تو ایسا**۔ زندگی کی لطافتوں اور راحتوں میں وہ مزہ نہیں جو محبوبِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جان وار دینے میں ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دنیا کی نعمتوں سے مالا مال تھے تو خوب مزے اُڑائے اور جب ان فانی نعمتوں سے منہ موڑ کر ابدی وسَرمدی نعمتوں کی جانب متوجہ ہوئے تو نہ زندگی میں پورا لباس مُیَسَّر آیا اور نہ مرنے کے بعد پورا کفن ملا۔ چنانچہ راہِ خدا کی ان آزمائشوں پر صبر کے بدلے انہیں کیسا پیارا انعام ملا کہ جب **رحمتِ عالَم ، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہدائے احد کے پاس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: میں ان لوگوں پر گواہ ہوں کہ جو بندہ راہِ خدا میں زخمی ہو (کہ مرتبۂ شہادت پر فائز ہو) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بروزِ قیامت اس حال میں اُٹھائے گا کہ اس کے زخم سے تازہ خون بہہ رہا ہوگا جس کا رنگ تو خون جیسا ہی ہوگا مگر بو کستوری کی ہوگی۔ (اے میرے جانثار صحابہ! تدفین کے وقت)

خاص خیال رکھنا کہ جسے ان شُہَدا میں سے قرآنِ کریم زیادہ یاد ہو اسے قبر میں دوسروں سے پہلے رکھنا۔ ① اور حضرت سَیِّدُنا **عبدالله** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میدانِ اُحد سے واپسی کے وقت باذنِ پروردگار دوعالَم کے مالِک و مختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سَیِّدُنا **مُصْعَب بِنْ عُمَیر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر شُہَدا کے پاس ٹھہر گئے اور ارشاد فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم بارگاہِ خداوندی میں زندہ ہو۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا: ان کی قُبور کی زیارت کرکے ان پر سلاموں کے نذرانے پیش کرنا، قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! قیامت تک جو بھی انہیں سلام کرے گا یہ اس کو سلام کا جواب دیں گے۔ ②

الله عَزَّوَجَلَّ کی شُہَدائے اُحد پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

① ……مسند احمد، الحدیث: ۲۳۷۱۸، ج ۹، ص ۱۶۶

② ……المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۷۰۰، ج ۳، ص ۷

ماخذومراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف/مولف
1	قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
2	کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
3	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
4	روح المعانی	ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
5	تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
6	مصنف ابن ابی شیبہ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی، متوفی ۲۳۵ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
7	المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
8	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
9	صحیح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ دارابن حزم، بیروت ۱۴۱۹ھ
10	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ

11	سنن الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
12	مسند ابی یعلی	شیخ الاسلام ابویعلی احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
13	المعجم الاوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
14	المستدرک	امام ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
15	شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
16	السنن الکبری	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
17	الزہد الکبیر	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ مؤسسۃ الکتب الثقافیہ ۱۴۱۷ھ
18	فردوس الاخبار	حافظ ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
19	تاریخ مدینہ دمشق	علامہ علی بن حسن ابن عساکر، متوفی ۵۷۱ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
20	الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری، متوفی ۶۵۶ھ دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
21	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
22	الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع	امام حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ مکتبۃ المعارف، الریاض ۱۴۰۶ھ

23	فیض القدیر	علامہ محمد عبدالرء وف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ دارالکتب العلمیہ ، بیروت ۱۴۲۲ھ
24	مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، مرکز الاولیاء لاہور
25	المغازی للواقدی	ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن واقد الواقدی، متوفی ۲۰۷ھ موٴسستہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت ۱۴۰۹ھ
26	السیرۃ النبویۃ	ابو محمد عبد الملک بن ہشام، متوفی ۲۱۳ھ دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۲۱ھ
27	الروض الانف	الامام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ خثعمی، متوفی ۵۸۱ھ دار الکتب العلمیۃ بیروت
28	البدایہ والنہایہ	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
29	المواہب اللدنیہ	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ دار الکتب العلمیہ ، بیروت ۱۴۱۶ھ
30	سبل الھدی والرشاد	محمد بن یوسف صالحی شامی، متوفی ۹۴۲ھ دار الکتب العلمیہ ، بیروت ۱۴۲۸ھ
31	شرح المواہب	محمد زرقانی بن عبد الباقی بن یوسف، متوفی ۱۱۲۲ھ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
32	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابو عمر یوسف عبد اللہ بن محمد بن عبد البر قرطبی، متوفی ۴۶۳ھ دار الکتب العلمیہ ، بیروت ۱۴۲۲ھ
33	اسد الغابہ	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ دار الکتب العلمیہ ، بیروت ۱۴۱۷ھ
34	معرفۃ الصحابہ	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ دار الکتب العلمیہ ، بیروت ۱۴۲۲ھ

35	الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد بن منیع ہاشمی، متوفی ۲۳۰ھ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
36	قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد بن علی مکی، متوفی ۳۸۶ھ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
37	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء
38	کیمیائے سعادت	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ انتشارات گنجینہ، تہران
39	مکاشفۃ القلوب	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ دار الکتب العلمیہ، بیروت
40	فتاوی رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور
41	حیاتِ اعلیٰ حضرت	حضرت علامہ مولانا ظفر الدین بہاری، متوفی ۱۳۸۲ھ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
42	سیرتِ مصطفےٰ	علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، متوفی ۔۔۔ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
43	نیکی کی دعوت کے فضائل	شیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی ۱۴۳۱ھ
44	تعارف امیر اہلسنت	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حضرت مولانا محمد عمران عطاری سلمہ الباری کے تحریری بیانات

طبع شدہ

﴿1﴾......فیضانِ مرشد	﴿2﴾......احساسِ ذمہ داری
﴿3﴾......جنت کی تیاری	﴿4﴾......وقفِ مدینہ
﴿5﴾......مدنی کاموں کی تقسیم	﴿6﴾......مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے
﴿7﴾......مدنی مشورے کی اہمیت	﴿8﴾......سود اور اس کا علاج
﴿9﴾......سیرتِ سیدنا ابوالدرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	﴿10﴾......پیارے مرشد
﴿11﴾......برائیوں کی ماں	﴿12﴾......فیصلہ کرنے کے مدنی پھول
﴿13﴾......غیرت مند شوہر	﴿14﴾......جامع شرائط پیر
﴿15﴾......صحابی کی انفرادی کوشش	

عنقریب آنے والے تحریری بیانات

﴿1﴾......کامل مرید	﴿2﴾......ہمیں کیا ہوگیا ہے؟
﴿3﴾......پیر پر اعتراض منع ہے	﴿4﴾......مقصدِ حیات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ "فکرِ مدینہ" کے ذریعے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی انعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)
فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
021-34921389-93 Ext: 2634
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net